

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

البلاغ المبين

لإخلاقي الدين المنين

تأليف

شيخ الحديث والتفسير

محمد صالح عظام رسول قاضي قادري عجمي

رأيت بركاتهم العاليه

ناشر

رحمة للعالمين، بکلی کیشنر، بشیر کالونی سرگودھا

048-3215264-0303-7931327

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَلْبَاءِ

وَالْفَرَسَاتِينِ وَالْحَمْدُ لِلصَّاحِبِ الْأَجْنَحِينَ

تبلیغ کے ذرائع

اللہ کریم جل جلالہ اور مطلق ہے۔ وہ بغیر کسی سبب کے بھی ہر کام کر سکتا ہے۔ مگر اس کا طریقہ یہی رہا ہے کہ دین کی تبلیغ کے لیے اس نے انبیاء و پیغمبروں کو مقرر کر دیے۔ پھر انبیاء تک یہ کام پہنچانے کے لیے بھی سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو واسطہ بنایا۔ پھر خلف کتب اور صحائف کو نازل فرمایا جن میں وہایت درج تھی۔

اس سے آگے انبیاء و پیغمبروں نے بھی اپنے شاگرد اور صحابی چار فرمائے جو خلف عاقلوں میں تبلیغ کے لیے نکل گئے اور دین کی خدمت کا کام سرانجام دیا اور اس کے علاوہ تبلیغ کے لیے دیگر ذرائع اور مسائل کا اختیار لیا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کے لیے متعدد ذرائع اور مسائل کا اختیار فرمائے۔

(۱)۔ سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے افراد پیدا کیے اور اپنے حلقوں میں جذبہ بخیر متورجین پیدا فرمایا۔

خلف اطراف میں خلف صحابہ کرام علیہم السلام نے ذمہ داری سنبھالی۔ مکہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ، مدینہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور مواصلیہ وغیرہ، مصر میں حضرت عمرو بن العاصؓ، یمن میں حضرت سعید بن جبلیؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ رضی اللہ عنہم تھے۔

(۲)۔ خلف ممالک کے بادشاہوں کو خطوط لکھے۔

(۳)۔ خلیفہ القلوب کے لیے غیر مسلموں اور نو مسلموں پر کوفہ کا پیر راج فرمایا۔

(۴)۔ خلف قباہ میں شاہی فرمایا کہ تاکہ شہزادہ بنی قائم کو ہانے کے نتیجے میں دین کی تبلیغ آسان ہو جائے۔

(۵)۔ سب سے پہلے مسجد نبویؐ اور مسجد حجاز میں مسجد مساجد چار کر لی اور مساجد تعمیر کرانے کی ترغیب دی۔

(۶)۔ سفر کے نام سے ایک تہذیبی ادارہ قائم فرمایا۔

(۷)۔ مسلمان تاجروں کی مدد سے اسلام کا بیج مختلف ممالک تک پہنچایا۔

(۸)۔ حتیٰ کاہنوں کی مدد سے پورا دنیا پر بجا فرمایا۔

آپ ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد بھی تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رہا اور شاگرد و زرائع استعمال ہوتے رہے۔ مگر ان ذرائع میں اضافہ بھی ہوا۔ مثلاً غزوات اسلام سے اس سلسلہ کا تقاضا و اشتداد ہوا۔ دین میں بہت ترقی ہو گیا اور سرکاری محکموں کو منظم کیا گیا۔ چنانچہ غزوات عاقلوں میں عربیہ مبلغین بھیجے گئے۔ جیسے سیدنا فاروق اعظمؓ نے کوفہ میں سیدنا

مبدأ پر مسودہ لکھنا۔ چنانچہ قرآن کی جمع و تفریع ہوئی۔ ماہنامہ مختلف صحابہ کرام علم اہل رضوان نے اپنے اپنے تعلیمی طبقے کا قلم فرمایا اور تعلیم پر اتنی توجہ دی گئی کہ جب یہ سائنس و فنی کتب کو عربی کے توہین و مہولہ بن مسعود نے چار ہزار شاگردوں کو ساتھ لے کر آپ کا استقبال کیا۔

تاہمیں اور صحیح تاہمیں کے دور میں احادیث کو جمع کیا گیا، تصنیف حدیث کا قیام کیا گیا۔ تصنیف تفریع ہوئی اور تعلیم پر اتنی توجہ دی گئی کہ ایک ایک عالم نے ہزاروں شاگردوں کو دین سکھایا اور ایک ایک شاگرد نے ہزاروں اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔

اس کے علاوہ ہر دور میں تفریع کے متعدد ذرائع اظہار کیے جاتے رہے۔ عمومی طور پر ان تمام ذرائع کی تعداد اور تفصیلی حسب ذیل ہے۔

- (۱)۔ اسلامی حکومتیں (۲)۔ چہار (۳)۔ مدارس کا قیام (۴)۔ تعلیمی تنظیمیں (۵)۔ تجارت
- (۶)۔ مبلغین کی تجاری اور مختلف طاقتوں میں ان کا چلے جانا (۷)۔ مناظرے (۸)۔ مسلمانوں
- کا مختلف طاقتوں میں شادیوں کرنا (۹)۔ مسلمان سیاحوں کا مختلف طاقتوں میں جانا اور مختلف طاقتوں کے لوگوں کا اسلامی طاقتوں میں سیاحت کے لیے آنا۔ (۱۰)۔ تصنیف و تالیف، کتاب سیر و شہر
- (۱۱)۔ مسافر و مکرر۔ (۱۲)۔ مینی یا (ریڈیو، ٹیلی وژن، فلم، جرائد و غیرہ) (۱۳)۔ موبائل کا ذکر اور
- توجہ دہانی کے ذریعے لوگوں کو شرف یا سلام کرنا دین کی تفریع و دعوت میں سب سے بڑا کردار موبائل و پیغام اہل رضوان کا ہے۔ موبائل نے بوقت ضرورت گوارا بھی دیا ہے اور گوشہ نشینی ہونے کے باوجود دفتر، محاصرے اور ترویج کو بھی اختیار دیا ہے۔ (۱۴)۔ دینی اسلام کی ترویج اور پھیلاؤ کا ایک اہم ذریعہ غیر اسلامی مذاہب کی اپنی
- کمزور دین اور خرافات ہیں۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ مختلف دینوں کے ماننے والے اور لائے ہوئے لوگوں
- کو اگر کہیں پہنچا اور سکون نصرا تا ہے تو وہ ان اسلام ہی میں نصرا تا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افراط و تفریط اور یہی
- اسلام غیر کی عصر تفریع کے جزوی کے ساتھ بکھل رہا ہے۔

بیرونی فتنے اور ان کی اصلاح

اسلام کی وسیع تعلیمات

اسلام ایک ایسا دین ہے جہاں انسان کو زندگی کے تمام گوشوں میں تعلیم فراہم کرتا ہے۔ قرآن وحدیث اور فقہ کی کتابیں اٹھا کر دیکھیے۔ سچ کی پیدائش سے لے کر موت تک ہر موضوع پر اسلام تعلیمات فراہم کر رہا ہے۔ تعلیمات اور مہادات کے علاوہ فکری زندگی، ادبی و ادبی زندگی، معاشرتی معاملات، سیاست، معاشیات حتیٰ کہ اسلام میں سائنس، ریاضی، جغرافیہ اور طب کے موضوع پر بھی تفصیلی تعلیمات موجود ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب خواہد حیات میں ان

موضوعات پر کافی تفصیل سے بحث کی ہے۔

چونکہ یہ غلطی دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔ لہذا دوسرے مذہب کے لوگ اپنی اس کمزوری پر پردہ ڈالنے کے لیے ان تعلیمات کو اخروی مذاقی اور فنی قرار دے کر انہیں غیر ضروری حاجت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی اپنا گناہ چھپانے کی یہ کوشش گناہ سے بھی بدتر ہے۔ طرہ گناہ بدتر از گناہ۔

دین کو سیاست سے جدا رکھنا بھی انہی شکست خوردہ مذاہب کی مجبورانہ پالیسی ہے۔ جس کے دین نے سیاست کے آداب سکھائے ہی نہیں اور دین کو سیاست سے جدا نہ کہے تو اور کیا کہے؟

انسانی سیرت و کردار (Character) کو تعمیر کرنے کی تعلیمات بھی اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کا طریقہ ہوا ایک ہی جملہ دوسرے مذاہب کی ساری تعلیمات پر حاوی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص دیکھے دو چیزوں کے درمیان والی چیز ہونے لگے اس کے درمیان والی چیز کی خانت دے دے میں اسے جنت کی خانت دیتا ہوں (بخاری، مشکوٰۃ، ص ۱۱۳)۔

ہم دنیا ہر کے داخل ہندوں اور مشرکوں کو دعوت خود رکھ دیتے ہیں اور پہنچ دیتے ہیں کہ اس جملہ رسول کی مثال کسی بڑے سے بڑے ظلمی، بظلم اعلاقیات و تعلیمات کے پاس دکھا دیں۔ یہ تو ہم نے کھل ایک مثالی جملہ پیش کر دیا ہے۔ دنیا اگر چہ اس تعلیمات کا مطالعہ کر لیا جائے تو ایمان و ایمان و ایمان ہو جائے۔

دوسرے مذاہب میں بغیر بے دہائی، بے کرداری و شراب نوشی اور لہرل لازم کے نام پر جانے والی آوارہ گردی نے ان جہانوں کی صحت کو بے باور کر کے دکھا دیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اسلام کے احکام کے سوا کچھ چارہ نہیں۔

جو لوگ سرے سے احمقہ کرکٹیں سے شاد ہوں۔ چاہے وہ جن کے ہاں شک و شبہ نہ ہو اور ان کے عقائد کو شیطانی کتبہ لکھ (Devil Church) کے نام سے مستحکم ہو چکا ہے۔ ایسے لوگوں سے کلمہ کی انسانی روپیہ کی امید کیسے رکھی جا سکتی ہے اور یہ لوگ خدا پرستی (Islam) سے دعا کی توقع کیسے کر سکتے ہیں۔

جن مذاہب میں کردار (Character) ہر کی کا ذاتی معاملہ سمجھا جاتا ہے، ان کی صورتیں اپنی ناقص اور ناکامیوں اور کڑے کرکٹ کے اجیروں پر پھینک کر چلی جاتی ہیں۔ رشتے ٹوٹتے اور باہر پردہ کو انہیں ایک فضول بدھ میں قرار دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کی اصلاح میں ان کے سکھوں سے باہر ہو سکتی ہیں۔ مگر مجبوراً انہیں بدھ میں بے باور پالیسی اپنے سکھوں میں بھی اختیار کرنا پڑتی ہے اور ظلمی مذاہب میں بھی مانگ کرنا پڑتی ہے۔ نام نہاد مسلمان جب ایسی پالیسیوں کو اسلامی ماحول میں جاری کرتے ہیں تو وہ غصے نہیں بھگتیں۔ مگر مجبوراً عبادت میں "نار نہیں بے باور پالیسی" کا نام کی خبریں شائع کرنا پڑتی ہیں۔

جہاد کی اہمیت

فکر اور بلا مشورہ کی بنا پر اسلام ایک خود اعتماد (Self Confident) مذہب ہے اور یہ کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں۔ اسلام کو یقین ہے کہ اس کے سوا تمام مذاہب بالکل اور غیر معیاری ہیں۔ کوئی مانے یا نہ مانے ہر حال اسلام کا مذاہب ہے اور باقی تمام مذاہب ناکام ہیں۔ اسی لیے احاطہ کر کے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے کہ هُوَ الَّذِي اَنْزَلَ مَثَلًا لِّهٖ مَا يُلٰهِي ذٰلِيْنِ الْخَلْقِ لِيُظْهِرَ فَاَعْلٰی الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلٰكِنَّمَا هِيَ اٰیٰتُ اللّٰهِ لِيُذَكِّرَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰی اٰیٰتِ اللّٰهِ لَا يَخَذِلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَدٰی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰیٰتٍ مُّبٰرَكٰتٍ لِّذٰلِكَ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ اِذْ عَلَّمَهُ نَدْوًا ثُمَّ رَاجَعَهُ اِنَّ اِلٰهَکُمْ عَلٰی اٰیٰتِ اللّٰهِ لَکَافٍ (سورہ النحل: ۲۸)۔

حق کے اسی نظیے کے حصول کی خاطر اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کی خاطر اسلام نے جہاد کی تعلیم دی ہے۔ لٰتُکُوْنُ عَلٰی شَیْءٍ مُّشْکِلًا هٰی اَلْفَتْحٰہُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَکُمْ جِهَادٌ کَبِیْرٌ اَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَسَیْجٰہِدُکُمْ وَیَغْلِبُکُمْ وَیَقْبَضُکُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ لَکُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَکَلْعَةُ اَلْعِزِّ (سورہ انفال: ۳۹)۔ اور چونکہ تمام مذاہب بدکردار لوگ، انسانیت کے لیے مخاطب اور فتنہ ہیں لہذا نئے کو فتح کر دینا ایسا ہی ہے جیسے سانپ، گھوڑا یا کچل کے کو مار دیا جائے۔ فتح فتح ہو جائے تو جہاد کی غرض و غایت بھی مکمل ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی پرہیزگار نہیں اٹھاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ لَّعَلَّکُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ اِنْسَانَ لِرَبِّهِۦ لَکَفٍ اِخْلَاصٍ (سورہ انفال: ۳۹)۔

اسلامی جہاد میں محرموں، یتیموں اور یتیموں کو مارنا منع ہے۔ اس لیے کہ یہ فتنہ نہیں بچا سکتے۔ لیکن اگر محرمات کا کسی گھر میں ہوتا ہے اور مارا جائے ہے اس لیے کہ اب وہ فتنہ کا بیج دیتی ہے۔ کوئی شخص جس میں یہاں جنگ میں بھی اگر لڑے تو اسے گولی مارنے کی اجازت نہیں۔ کسی کو اسلام کی دعوت اور پیغام بچانے سے پہلے بھی اسے مارنے کی اجازت نہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایران، انہوں کے نام لکھا تھا جس میں آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ تم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ اگر تم انکار کرو تو پھر جلاوطن کر دیا جائے گا اور خدا سے رخصت ہو کر دینا قبول کر لو اور اگر اس سے بھی انکار کرے گا تو پھر اس کو کمر سے سر دے دو اس کی قوم ہے انہیں اللہ کی راہ میں شہداء کا محبوب ہے یعنی اہل ایمان کو شراب محبوب ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۲)۔

اسلامی جہاد سے مکمل طور پر مبرا جتنا ہم آج بھی بالکل میں موجود ہے۔ بالکل کی کتاب احتکاء باب نمبر ۲۰ میں احکام جنگ کی سرشتی قائم کی گئی ہے اور ہر اس کے وقت لکھا ہے:

فکر کے سر دے اپنے لوگوں کو جنگ کے لیے تیار کریں۔ اور جب تو جنگ کرنے کے لیے کسی شہر کے نزدیک ہائے تو پہلے اس سے صلح کی خواہش کر۔ اگر وہ صلح منظور کریں پھر چنانچہ حیرے لیے مکمل دیں تو چنے لوگ جو اس میں رہتے ہیں وہ سب حیرے ہوں گے اور انہوں کے لئے جیری خدمت کریں گے۔ اور اگر وہ صلح سے سبک نہ کریں۔ بلکہ تم سے جنگ شروع کر دیں۔ جب تو اس کا سامرو کر۔ اور خداوند حیرے ان کو حیرے ہوں گے۔ اور تو سب مردوں کو گھوڑوں کی سوار سے لگی کر۔ مگر جو تم سے اور بچے اور چاہنے اور اس شہر کی سب لوٹ کا پنے لیے لے لے اور اپنے دشمن کی تمام قیمت کا لکھا جائے۔

جو خود و عترت سے خدانے چنے دی ہے۔ اور اسی طرح تو ان سب شیروں سے کریمؐ جو سے بہت دور ہیں (استکبار، ۲۹:۲۰)۔

تورات کا یہ طریق اقتباس اور انور سے چڑھ چکے۔ اور اس کے بعد اس کا موازنہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا خط کے ساتھ کیجئے جیسے انہوں نے نظر قرآن کے سرور کی طرف کھنکھار۔

آج تک پوری دنیا میں سب سے زیادہ دہشت گردی صیہائیں نے کی ہے۔ دور کی باتیں کھڑے یہ صرف کھلی جنگ عظیم میں تقریباً اڑھائی کروڑ انسان مارے گئے۔ دو کروڑ زخمی رہ گئے۔ ایک کروڑ نے بچا، حاصل کی اور بچس لاکھوں لاپرواہ ہو گئے جنہیں بالآخر مقتول ہی سمجھا لیا گیا۔

دوسری جنگ عظیم میں ساڑھے تین کروڑ انسان قتل ہوئے۔ ہیرا شیا اور آگ و سار کی میں لاکھوں انسانوں کو بے رحمی کے ذریعے اڑا کر کھڑا کیا گیا۔ امریکا اور دہشت گرد کی جنگ میں دس لاکھ انسان مارے گئے۔ ۱۹۴۱ء سے ۱۹۶۵ء تک جاری رہنے والی امریکی خاندانگی میں تقریباً ایک کروڑ انسان قتل ہوئے۔ چند سال قبل امریکا نے عراق پر بمباری طے کر دی مری جنگ عظیم سے بھی زیادہ بار بار پھر گا۔

لہذا محفل زبان سے انسان مذہبی کا دم بھرا نکل میں چھری تل میں دام دام کے ہوا، بکھٹ گیا۔

جہاد کے انکار کا پس منظر

حضرت محمدؐ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ مجھے محمدؐ کی زیارت کر اور اس کی شریعت پر عمل کرنے کی توفیق دے (برجاس باب ۷۷ آیت ۱)۔

اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ حضرت محمدؐ نے علیؑ کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی شریعت پر عمل کرے، اسلام عرض کریں گے اور حضورؐ کو جواب دیں گے (مسندک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۹)۔ پھر وہ اسلامی شریعت پر عمل کریں گے اور مسلمانوں کے نام کے پیچھے نہ رہیں گے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۹۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۸)۔ وہ بالکل کلمہ کے انداز سے پڑھیں گے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)۔

پھر حضرت محمدؐ نے علیؑ کو حکم دیا کہ وہ اللہ کی شریعت پر عمل کرے اور وہ اللہ کے نام سے پڑھیں گے (مسندک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۹)۔

پہلی صدی میں مرزا گورانی نے اپنے کتب خانے کا دعویٰ کیا تھا۔ یہ شخص اپنے اندر حضرت محمدؐ کی علیہ السلام والے کلمات تو نہ دیکھا مگر اللہ ہی سب لوگ اس پر ایمان لائے اور نہ ہی امن عامہ قائم کر سکا تاکہ جہاد کی ضرورت ہی باقی نہ رہتی۔ بلکہ اللہ کا کام بگاڑ دیا اور اس کے آگے ہی کھلی جنگ عظیم، پھر دوسری جنگ عظیم، پھر 65 کی جنگ، پھر 71 کی جنگ اور اب امریکا کے ہاتھوں دنیا بھر میں انسانوں کی جیسی معرضہ واقع میں آئی جس کی مثال

اس کا نکتہ بھی کہیں نہیں ملتی۔ لیکن سرور قادری نے مصلحتاً تحریریں لکھنے سے کڑ رہے ہیں۔ جہاد کو بند کرنے کا اعلان کر دیا۔ یہ ہے وہ اصل سبب جس کی وجہ سے قادری جہاد کے منکر ہیں۔ لیکن ہم قادریوں سے دنیا بھر کے لوگوں پر نبی کریم ﷺ کا یہ نکتہ واضح کر دینا چاہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”جہاد تو اب تک سر پر ہوتا تھا اب رہ گیا۔ میرے بعد ایک گروہ مشرق سے نکلے گا جو کہے گا کہ اللہ کی راہ میں جہاد بند ہو چکا ہے۔ وہ لوگ جہنم کا اندھن ہیں۔ حالانکہ اللہ کی راہ میں ایک ہی کا جہاد جہادِ اسلام آزاد کرنے سے بڑھ کر ہے اور پوری دنیا کا مسودہ کر دینے سے بھی بڑھ کر ہے۔ (ایضاً ص ۱۸۱، جلد ۲، صفحہ ۳۲۸)۔

خود فرمائیے حدیث شریف سے سید صاحب مشرقی میں قادریان واقع ہے۔ اور قادری جہاد کا اعلان بھی سرور عام کر رہے ہیں۔ ہم جہاد کے مخالف آراء اٹھانے والے تمام طبقات کو مدعو کر رہے ہیں کہ ایک تو ہمارے نبی کریم ﷺ کی اس بیانی گواہی کو چھ لینے کے بعد آپ ﷺ کی صداقت اور اسلام کی حقانیت پر ایمان لے لے جیے۔ دوسرے نمبر پر جہاد کا نفاذ کرنے سے باز آ جاتیے۔ اور جہاد کے منکرین کی اصلیت کو کھینچا جاتیے۔

جہاد کا طریقہ اور آداب

اسلامی جہاد کے حوالے سے آج کے دور کی ایک اہم بات یہ ہے کہ جہاد پیشہ اسلامی حکومت کی سربراہی میں ہونا چاہیے (مسلم، بخاری، مشکوٰۃ، صفحہ ۳۱۹)۔

عام انداز کا یہام دامت اپنے ہاتھوں میں دھولے کہ جہاد کو کھل جاتا ہے۔ خود خطرات اور فسادات کو دیکھ دیتا ہے۔ قتل کا بدلہ قتل، دانی کو سنگسار کرنا، اسلامی مزارعیں، خانقہ گاہ اور مرقہ کھنڈ کرنا سب حکومت کے کام ہیں۔ حکومت اگر جہاد نہیں کرتی یا اسلامی احکام کو نافذ نہیں کرتی تو حکومت پر زور دیا جانا چاہیے۔ دُور و محلوں اور پر امن مقاموں کے ذریعے پر اثر ڈالنا چاہیے۔ لیکن اگر حکومت اگرنا مانہ نہ ہو تو آپ ﷺ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے ذکاوت فرض ہے مگر غریباً دلی مجبور ہے اس پر ذکاوت کی عدم اہلیت کا کتنا نہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ آج کل کی جہادی تنظیموں کو سرخ روجہ میں لانے والی خود حکومت وقت تھی۔ اس وقت ان کی پشت چاقی خود حکومت کرتی تھی۔ بلکہ بعض تنظیموں کو دہش کے خلاف خود ماسکس اور چارہ۔

ایسی صورت حال میں ان جہادی تنظیموں کو دہشت گرد قرار دینا سراسر ناانصافی اور مطلب پرستی ہے۔ اب اس کا رد عمل یہی ہے کہ حکومت خود جہاد کی (امدادی) سہجائے اور اسلامی طبعیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے میدانِ عمل میں اترے۔ سوچنا تو ایک دن آتی ہے مگر گہڑی کو سالہ عمر کی سے شیر کی ایک ہی کی دماغی بھڑ ہے۔

مناہات طریقیہ و اداریہ

ہر دور میں باطل قوتوں کا یہ طریقہ ہوا رہا ہے کہ مخالف انھوں میں اسلام کی مخالفت کرنے کی بجائے

ظاہر مذہبی طبقے پر کچھ اچھالتے رہے ہیں۔ چنانچہ آج بھی امریکہ بھی کہہ رہا ہے کہ ہم اسلام کے خلاف نہیں۔ مولویوں کے خلاف ہیں۔ ظاہر ہے اسلام خدا میں لگی ہوئی کسی چیز کا نام تو نہیں۔ اسلام ظاہر و باطن کے سمجھنے میں موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے قریب ظلم اٹھ جائے گا اور علم کسی قومیں اٹھل میں رہے نہیں دے گا بلکہ ظلم کے ختم ہو جائے گا (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۰، بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰)۔

تو ریاضیوں کا طریقہ واردات بھی یہی ہے کہ آیت کا صاف انکار کرنے کی بجائے اس کو کھینچ لیا کرتے ہیں کہ ہم آیت خاتم النبیین کو ماننے میں تیار ہیں مگر اس کا وہ معنی نہیں ماننے جو مولوی کرتے ہیں۔ اس فراڈی طریقہ کے مطابق دنیا کا ہر کافر کہہ سکتا ہے کہ ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ سکتے ہیں مگر اس کا وہ معنی نہیں ماننے جو مولوی کرتے ہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے تو کہہ بھی دیا تھا کہ محمد رسول اللہ میں صاف طور پر انہیں محمد اور رسول کہہ کر نکال دیا گیا ہے (مرزا قادیانی کی کتاب ایک قتل کا اندازہ صفحہ ۴)۔ مگر مرزا قادیانی خود محمد رسول اللہ بن بیٹھے۔ مگر انہیں دیکھ ہے کہ مولوی اس معنی کو نہیں مانتے۔

حضرت سیدہ عمر فاروق رضی اللہ عنہا نے بڑے سچ کی بات ارشاد فرمائی ہے۔
 آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ینبئکم الان لا یلزم زلفہ الفعالیم و جہانی اللہ لکن بالکتاب و حکم
 الاکتفاء المتضلعین یعنی اسلام کو تمہیں سچی بات کہہ دو کہ وہ جہانی ہے۔ ۱۔ عالم کا کمال ہے۔ ۲۔ حقائق کا قرآن ہے۔
 کریم کریم۔ ۳۔ سرگراہیوں کی حکومت (مشکوٰۃ صفحہ ۷)۔

آج مسلمان کہلانے والے جو لوگ مغرب اور امریکہ کی زبان میں بات کر رہے ہیں یا ان کی خدمت اور شفقت سے مرعوب ہو چکے ہیں۔ ہم انہیں امریکہ کی دکان سے توپ کرنے کی نصیحت کرتے ہیں اور اللہ کریم کے سامنے عباد ہی کا خلاف دلاتے ہیں۔

پھر کہے کہ کسی بھی ملکی یا فنی موضوع پر اس فن کے ماہرین کا مشورہ ملنا حق ترجیح اور عقلی عمل ہوتا ہے۔ بھی کوئی شخص سوچتی ہے ہاں نہیں کھانا اور لوہہ سے بڑے ہتھیار، سلاح، طیارے، گاڑیاں، چاروں پہلوں کا مشین، رانی نہیں آتی۔ مینڈیکل کے شعبے میں ہر عضو انسانی کا ایک ماہر یا اکثر سوچتا ہے اور وہ بھی کسی دوسرے کے کہیں کو ہاتھ نہیں ڈالے۔ سیاسیات، معاشیات، ریاضی، تاریخ اور سائنس وغیرہ کے موضوعات پر جدا جدا ماہرین پائے جاتے ہیں اور وسیع اہلکار لوگ طلبہ کا پتہ سے انہیں ماہرین کی طرف دیکھ کر دیتے ہیں۔

اسی طرح ہنگامی سے بڑھ کر علماء کرام اسلامی تعلیمات کے ماہرین ہیں۔ علماء باہر جاتے ہیں کہ اسلام اور کفر کی قرینہ کیا ہے؟ وہ باہر جاتے ہیں کہ اسلامی احکام کو کس طرح مرعوب کرنا چاہیے۔ وہ باہر جاتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کیا ہیں؟ وہ باہر جاتے ہیں کہ جہاد فرض ہے یا نہیں۔ جہاد اور دہشت گردی میں کیا فرق ہے؟ جب مکمل اختلاف کے باوجود علماء آپ کی پانی پانی پر پانی فرمودہ کلین اور سلوٹ ہادی میں داخلات نہیں کر

رہے تو آپ کو کائنات حاصل ہے کہ شریعت اسلامیہ میں اگشت فنی کریں جس کی طرف ہے کائنات آپ کا علم نہیں۔
 میرے مزاج اور یہ اسلام آپ کو بتا رہا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ حضرت محمد کریم ﷺ اللہ کے بے حد
 آخری نبی ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی وہ تحریک جو علماء کرام نے کردی ہے وہی حق ہے۔ جو تحریک امریکہ، یورپ اور آج
 کی حکومتوں کے پانڈاؤ اکثر اور پد فیسر کر رہی ہیں وہ سب باطل ہیں اور بدعتی پر مبنی ہیں۔ جہاد کا اسلامی تصور درست
 ہے۔ دس لاکھائی کالصاب نہایت مناسب اور سچا کالصاب ہے۔ اس میں وقت کی ضرورت کے مطابق اگر کوئی تبدیلی
 لانا چاہے تو اس کے باوجود ہر وقت موجود ہیں۔ حدت پسندی کے نام پر میرا حق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور میری پیچھا نا
 علم ہے۔ قصور حق انسان کے یہاں ہے اسلامی قوانین کو مسترد کرنا دینی پر علم کے ساتھ ساتھ خود اپنی جان پر بھی ظلم
 ہے۔ جنگ بندی کی اجازت تمام کے بچوں کی زندگیوں کے ساتھ کیلتا ہے۔

نار پڑھو، مضامین کے روزے رکھو، دولت ہے تو رکھو، ادا کرو، توفیق ہے تو حج کرو، کثرت سے اللہ کا
 ذکر کرو، اللہ کے حبیب ﷺ پر کثرت سے درود پڑھو، قرآن کی تلاوت کرو، گناہوں پر استغفار کرو، موت کو یاد رکھو، یہی
 باقی نام نے بالآخر مر جاتا ہے۔ آگے جا کر بھی جی کرنا ہو گی۔

قوم کی تباہی اور شرم اور رنج و دکھ پھانپنا ہے، دنیا پر غلبہ کرنا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
 لیا کر سیرت و کردار کے مانگ ہوا کرتے ہیں۔ اللہ کریم آپ کو صحت و استحکام عطا فرمائے۔ حالات کا مقابلہ
 کرنے اور اسے عدالت میں اسلام سے دفاع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یاد رکھیے کہ یہ اسلام پر عمل کیا ہونے والوں کو تباہی اور بدبختی کر دیتے والے خود اپنی من پسند چیزیں
 کو لوگوں پر ٹھونسنے میں ایسا پسندی اور بدبختی کر دیتی ہے کہ کام لے رہے ہیں اور یہ دراصل ان کا مزاج میں بدبختی
 کر رہا ہے ایسا پسند حکومتوں کے دور کے نام سے کیا گیا جانے والا اور اس بدبختی کو ترک کرنا امریکہ لانا چاہئے گا۔

صوفیائے کرام کی تعلیمات

اس کی خاطر یہ بات یہ ہے کہ شروع شروع میں یہ خود چھائی عقلموں کو پسند کر رہا تھا انکو اسلام کرام
 رہا۔ عراق کے خلاف سموری عرب اور بیت کو استعمال کر رہا تھا، چھائی کی خاص مصلحت کے تحت تصوف کی تعلیمات
 کو پسند کر رہا ہے۔ اس سے نکل کر گواہ پرستی کو تصوف اور دہانت کے خلاف خارج کرنے کا خوب موقع ملا ہے۔

دوسری طرف آج کل میں باہر پہنچا رہا ہے کہ صوفیاء کرام صلا اللہ علیہم اجمعین اب ہم پر بھی لبرل
 ازم کے طبع پر رہے۔ اس میں کہ وہاں چھلانے کے لیے یکساں بدعت قسم کے لوگوں کو بھی جانچا ہے کہ وہ عربیہ کہ
 لیں تو فی دین نکال دیا جائے یہی حضرات کو صوفیاء کرام کے سامنے کیا جا رہا ہے۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی اَمْرًا اِیْمٰنًا

یہ لوگ چند تہذیب اور بعض غیر اسلام حضرات کے شرانگہ کام کو تصوف کی اصل تعلیمات بنا کر لوگوں
 کے سامنے کیا جا رہا ہے شروع ہو چکے ہیں۔

مکرم الہایت ذمہ دار اور عظیم المرتبت صوفیاء کا کردار آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن کا حصول کا کام ہے وہ بلا میں مسلم ہے۔ یہ کوئی مست یا مستدار نہیں بلکہ فی ہوش اور ذمہ دار لوگ ہیں۔

چنانچہ حضرت امام غزالی رحمت اللہ علیہ کی علم کلام پر تحقیقات اہل علم سے چلی تھیں۔

حضرت امام گنج بخش رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں شریعت پر غلط فہم دیا ہے کہ

عرف اور فیر ذمہ دار لوگوں کی سخت تردید کی ہے اور اپنی کتاب کا آغاز علم کے باب سے کیا ہے۔ اس کتاب میں اکثر روایات بخاری شریف سے لی گئی ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے اپنی کتاب حلیۃ العارفین میں شرعی علوم کے درجہ بڑا ہے

ہیں۔ مذہب لوگوں اور باطنی فرقوں کا نام لے لے کر اور سرخیوں کا نام کر کے دھڑلایا ہے۔ نیز آپ کا یادداشتہ وقت کہ سرور اہل زمانہ آپ کی سوانح حیات کی کتب میں سراٹھا کر ہے۔

حضرت خواجہ عین الدین چشتی راجسری قدس سرہ نے نوے فاکہ بدویں کو لکھ دیا ہے۔ اگر ان کے

خود یک کھرا اور اسلام میں کوئی فرق نہیں تھا تو پھر کسی کو سلطان کرنے اور لکھ دیا جانے کا کیا مطلب؟

حضرت مجدد الف ثانی رحمت اللہ علیہ نے اکبر بادشاہ سے لکھی اور اس کے گھر سے ہوئے دیں انہی کی

سرمجام خلافت کی۔ آپ نے دراصل سکندریہ میں ایک مشعل کتاب بھی لکھی۔

حضرت میر سید مہدالود بنگالی رحمت اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف سخی سانی میں بار بار عقیدہ اہل

مذہب کی حقانیت پر زور دیتے ہیں بلکہ پہلا باب ہی عقیدہ اہل مذہبوں کے موضوع پر مہربان لرایا ہے اور اہل مذہب روافض کی چابی کر کے دکھائی ہے۔ ایک جگہ پر لکھتے ہیں

ہر کے لیے ضروری ہے کہ اس کے عقیدے درست ہوں، اس کا مذہب اہل مذہب دھامت ہو اور

تصیب اور پاکائی ہو اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے کھڑیوں سے دور رہنے اور قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے طریقے پر کار بند رہنے والے گروہ کو نبیات پانے والا گروہ قرار دیا ہے (سچی شامل صفحہ ۱۱۶)۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ نے برصغیر کی سیاست میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور شاہ

ابدالی کو افغانستان میں نہ لکھا کہ جہد و تان پر حملہ کرے۔

یہ چکا کہ حضرت مجدد اللہ شاہ صاحب دہلوی قدس سرہ نے انگریز کے خلاف غزالیہ دین کوڑے کر دیے

اور بالآخر انگریز ہی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

حضرت شیخ محمد طیبہ کوڑوی رحمت اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کا مقابلہ کیا اس کے حاصرے کے نتیجے کو

قبول لرایا اور چار دہائیوں کے خلاف قسماً ابدیہ اور سبب چشتی بھی ہے شامل کتابیں لکھیں۔ خوارج و باطن کی مکمل تردید لرایا بلکہ ان موضوعات پر مشعل کتابیں لکھیں۔

پاکستان بنانے میں حضرت شیخ محمد علی شاہ صاحب، حضرت شیخ سائیں محمد قاسم مخدومی، شیخ صاحب

ہاگی شریف، میرا شریف، دکنڈی شریف، سیال شریف، بھرچنڈی شریف، وغیرہمجموعہم ارحمتہ نے آل اعجازی سنی کانفرنس بتارس میں قبولیت فرمائی اور پاکستان مسلم لیگ کا راجہ بننے کا اعلان کیا۔

ہمارے قلع کریم قلع انقلاب حضرت عروا کی جو تمام مشورتی تدبیر سروسے لایا کاوش میں کانٹو کے مقابلہ پر انجمن کے لئے کا اعلان کر دیا اور داخل کے دہلیس ہر موضوع پر رقم اٹھایا۔ آپ کی تصانیف میں قانونی کامیابی، معلم اہل انجمن، شیعہ اہل ایمان (مردانہ) کے دہلیس، کھور اہل ایمان، اہل انجمن (مردانہ) کے دہلیس، کھور اہل ایمان (مردانہ) کے دہلیس۔

حضرت شیخ الاسلام علامہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہو گئے۔ سداً فیض اور محراب کے درویش کاشانی تھیں۔ آپ کی کتاب مذہب شیعہ ایک لہجہ از نگار کا کتاب ہے۔

افغانستان میں تشدد کی سطح کے سولہ ماہہ تنازعوں سے نکلنے اور دہائی کو تہہ و بالا کر کے دکھانے پر۔ یہ محض چند مثالیں ہیں جو ہم نے پیش کی ہیں۔ سوچنا ہے کہ اگر کچھ بیٹے اپنے تو دلہنوں کے دلہن بن سکتے ہیں۔

آج بھی پاک و ہند میں اہم ترین دینی عبادت اُلمی صلوٰۃ کے آستانوں پر قائم ہیں۔ لہذا اصولی و کرام
 ظہیم اہل رضوان پر بے غی، شرعی معاملات میں عدم دلچسپی اور صلاح کی کاروائی میں نہیں لگایا جاسکتا۔ مرنے یا پُر داؤد کر کے
 والے امریکہ کے در در پر افراد کی اہم تر اہلیاں کوئی وقعت نہیں دیکھیں۔ ویسے لوگ ہر زمانے میں پیدا سے جاتے
 رہے ہیں۔ انکھرا ہوا ہونے بھی ایسے ہی لوگوں کو لڑنے لیا تھا اور پھر خدا آج بھی جاری و ساری ہے۔

تین الہ اہم ہم آنگلی کا قریب

یہاں نکتہ دین سمجھ لیں کہ غیر مسلموں سے اتحاد کی سرف وہی صورت ہوا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے بنیادی عقائد کو اور مذاہب پر ضرب نہ لگتی ہو۔ اور اس اتحاد کا سراسر مقصد Christian مسلمانوں کو جانا ہے۔ قرآن نے یہود و نصاریٰ کو لا الہ الا اللہ پر غور کرنے کی دعوت دی ہے اور دعا ہے خدا کے چنے ہوئے والوں کے لیے لا الہ الا اللہ پر اتحاد کی تشکیل اس کے ذریعہ ہی ہے اور اسلام کے لیے سراسر مقصد یہ ہے۔ قرآن کے اصل الفاظ یہ ہیں:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى خَلْقٍ مَعْنُوٍّ إِنِّي أَنْتُمْ بِالْأَعْيُنِ لَا تَشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَخَافُ عَصْفَتَنَا بَعْضُ الَّذِينَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ أَنْظَرْتُمْ أَنْظِرُوا إِنَّا مُمْلِكُونَ يٰۤاَهْلَ الْكِتَابِ اہل گے کی طرف آؤ اور میرے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور کوئی کسی کو اللہ کے سوا دے نہ مانے نہ پیرا کرے نہ لگا پیر جائے تو کوئی کہہ نہ سکتا کہ ہم مسلمان ہیں (آل عمران: ۶۴)۔

اس آیت میں لہجہ تہجیز پر مرقعے سے الگ کتاب کہہ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع دینی گئی ہے۔ اس کا اثر

مسلمانوں کی توجہ کر دہ قدر مشترک پر متفق نہ ہوں تو مسلمانوں کو ڈنگے کی بیعت اسلام پر ڈالنے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس آج جس بین المذاہب ہم آہنگی کی بات کی جا رہی ہے یہ مسلم مذاہب میں خیر مسلم اقلیتوں کو پریشان چھوڑنے کی مغربی سازش ہے جس کا سرا سر اہل حق و غیر مسلموں کو ہارنا ہے۔

پی کریم ﷺ نے برقی ہدایت کو ایک تبلیغی حکمت قرار دیا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

ہنعم ﷲ انزل حسن التوحید

بن مسعود رضی اللہ عنہ و رسولہ النبی ہز قل غلظتم الزور، سلام علی من اتبع الهدی انما یصلحوا فی فی اذھونک ہذہ حبیۃ الاسلام، اسلام تسلم و اسلام یزنگ ﷲ اجرتک عزتہن، وان تولیت لعلیک انتم الاویسین ز و اھل اسلام و البخاری

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ کی طرف سے دم کے بادشاہ برقی کی طرف نکھار دیا ہے۔ سلام ہوا اس پر جس نے ہدایت کو تسلیم کیا۔ اس کے بعد میں آپ کو اسلام کی رحمت دیتا ہوں۔ اسلام لے آؤ، سلامتی حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا دیر اور دیر سے گا۔ اور آپ نے انکار کر دیا تو پوری قوم کے گناہ کے ذمہ دار آپ ہوں گے۔ اے اہل کتاب! اس نئے کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں اور کوئی کسی کو اللہ کے سوا رب نہ مانے، مگر اگر پہلوگ ہمارے جائیں تو کہو کہ گناہ ہمارا کہ ہم مسلمان ہیں (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۵۵، مسلم جلد ۲ صفحہ ۹۸، مسند صفحہ ۲۳۴)۔

دوسری طرف کفار سے دوستی اور محبت رکھنے کی سطح ممانعت دہر ہے۔ قرآن میں بار بار یہ حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کی بنائے غیر مسلموں کو اپنا دوست مت بناؤ (آل عمران: ۲۸، انفص: ۱۳۳، المائدہ: ۵۱، استغفر: ۱)۔ ایک اور جگہ فرمایا کالموں کی طرف مائل بھی مت ہونا ورنہ تمہیں بھی آگ لگ جائے گی (ہود: ۱۱۳)۔ یہاں تک سطح احکام وہ ہے کہ جی کہ فرمایا جو شخص یهود دشمنی سے دوستی رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا (المائدہ: ۵۱)۔

اندرونی فتنے اور ان کی اصلاح

(۱)۔ زعمی مجددین کی مغزشیں

(۱)۔ بعض دھتوں نے دھروں کو پرانے اعتکادات کو ختم کرنے کی صحت کی مگر خود سے اعتکادات بھیج کر چلے گئے اور امت کی اکثریت کی مخالفت مول لے لی۔

(ب)۔ بعض محققین کو کسی ایک موضوع کا تیلہ سارا محتاطاً یا سب سے زیادہ احتیاطاً سے لیا۔ ایسے لوگوں نے قرآن کی ہر آیت کو مردہ قرار دیا جس سے یا سب سے زیادہ احتیاطاً سے لیا۔

(ج)۔ خصوصاً لوگوں کا رد کرتے کرتے اسی ترویجی ماحول میں رہنے والوں کو دنیا کا سب سے بڑا عقیدہ ہی نظر آیا جس کی وہ دن رات ترویج کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں کو کبھی دجال سر پر نکھڑا نظر آنے لگا اور کبھی آسمان سے پھر رہنے کا اندیشہ لاحق ہوا۔ ایسے میں انہوں نے بونکھڑا کر جوتہ مٹی کی اٹھایا دی بان کے مشن کی حاضی کا سہہ بنا۔

(د)۔ پچاس سال سے کم عمر کے لوگوں نے تھریڈی کام کا آقا دیکھا تو ان کی یہ لہند شپ ادا شدہ صلیان کے حروف ہوتی۔

(د)۔ ان لوگوں کو سچا اھلب بٹے کے شوق نے مختلف لوگوں کے لڑچکی اور احوال کا مطالعہ کرنے پر مجبور کیا لیکن وہ اس کی تاب نہ لائے۔ پھر وہ مختلف نظریات کے لوگوں کے پاس جا جا کر بیٹھے بھی رہے حتیٰ کہ بعض اوقات ان کی ٹانگہ لگی بھی اچھا دکھائی اور برطانیہ عدیت شریک ألفرڈ عا علیٰ ذہن غلیظہ و صحت من پر اپنا اثر چھوڑ گئی۔ یہ لوگ اہلب کے سٹیج پر جا جا کر نکھر رہے تھے۔ بعض لوگ مختلف ذہنوں کے شاہروں کے ساتھ مل کر شاعری کرتے رہے۔ اب وہ ان کی محبت سے وہ ڈرامے ہو چکے ہیں اور تسلیم بھی نہیں کرتے۔

(د)۔ خواہ بہرہ رکھنے والے اور وہاں میں دوسرا سامان زبانوں میں گھوڑا گیا اور تعمیر کیر بھی کتب کے نام ورتے کر دیے گئے جس سے ہر کسی کا کس مجتہد ہی بننا۔

(ز)۔ ان کے اسلامیات اور PHD ہونے سے بھی جہاں لوگوں کو ماحول اور فکری حلقوں کا ذمہ پڑا تھا اور وہ اسلام میں سمجھوتہ دینی (Fingering) اپنانا چکے تھے۔

(ج)۔ مہلات پندرہ لوگ جن کے دماغ میں مہلات پندری کے ساتھ ساتھ وہم تربیت کی وجہ سے کچھ تواریکی موجود تھا سچے فکری سواد سے جہاں چھڑا کر صرف قرآن وہ دیت کا غور کرنے لگے اور جہاں سے زیادہ مہلات پندری تواریقی اس نے وہ دیت کا بھی انکار کر دیا اور صرف قرآن تک اسلام کو محدود کر لیا۔ مالا کہ فقہاء دوسروں کی نسبت وہ دیت کو بالکل طور پر لکھتے ہیں اور وہ دیت کو ہانے والے دوسروں کی نسبت قرآن کو بالکل طور پر لکھتے ہیں۔

خود کوئی فقہاء یا اندام کا انکار کرے یا وہ دیت کا انکار کرے۔ ان دونوں کے دماغ میں ایک ہی کڑا موجود ہوتا ہے۔ ایسے لوگ انکار کرتے ہیں کہ میں وہ دیت کے مقابلے پر فقیہ کا قول نہیں مانا، یا میں قرآن کے مقابلے پر وہ دیت کو نہیں مانا۔ ان کی یہ بات تھلفہ النخی لہ اذینا الناجل کا صدق ہوتی ہے۔ ایسے لوگ یہ لڑا بھی کرتے ہیں کہ مگر وہ دیت ہونے کے باوجود خود کو وہ دیت کا قائل سمجھتے ہیں اور مگر تھلفہ ہونے کے باوجود خود کو فکری اور سنی سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کو ختم و جنال و لخنہ و جنال سے سخت دھکا ہوا ہے اور انہوں نے اندام کی نسبت اور سواد اعظم کے لادہ اور تھلفہ کی مصلحت سے صرف نظر کرتے ہوئے ان چیزوں کو محدود دیت سے تعمیر کر دیا اور

ہیں کہنے لگے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کو عقیدہ سے باہر نہیں سمجھتے اور میں صدیقی اکبر، مولائی اور تمام علماء و علماء شیعہ کی عقیدہ کی روشنی آگئے اور تحقیق کی آڑ میں بے ہوشی کا سہارا نہ کھل گیا۔

ایسے لوگوں نے جب دین کے سچے و سچے مخالفان کا اپنی جھوٹ جھگ سے دیکھا تو اپنے کارہ کے کارہ ہائے لاپرواہی پر تنقید شروع کر دی اور یہاں تک کہہ دیا کہ انہوں نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ ان کی یہ بات نکیر اور خود پستی سے لبریز ہونے کے علاوہ اپنے انکار کی بددعا کا سبب بنی اور وہ اپنے ہی پیدا کیے ہوئے حالات میں الجھ کر رہ گئے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب لوگ اپنے ہی عقیدے میں پرستش کریں تو پھر شروع آخر میں کا انکار کر دے (ترمذی، المستدرک، ص ۶۷)۔

(ط)۔ بدتمیز کالی سٹا کو نے روس، میکا، اولی، چین، ہندو، چین، لیٹن اور سائن دھیرہ کی گھرست میں ہی مسلمان علماء و علماء عظیم بارضوان کے ناموں کو تک دیا اور امام مزاہل، حضرت شاہ ولی اللہ، حضرت امام دہلوی، عظیم بارضوان کے لیے رد و سائن میکا کی طرح صرف دہلوی اور مزاہل جیسے مرد کے الفاظ استعمال کرنا سکھا دیا۔ یہ بات شاید کسی مغرب زدہ کو سطحی اور غیر ضروری محسوس ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ ادب کا عظیم ترین حقیقت میں بہت بڑا کردار ہے۔ ضمن ادب ہی میں باپ کی طرف سے اولاد کے لیے بہترین تحفہ ہے۔

اس کے علاوہ لوگ دلازمی کے بغیر دین بڑھاتے ہیں، میز کر رہے ہیں، کھڑے ہیں، چٹوٹا اور ٹائی گا کر وضو کا ادب دیتے ہیں ان کی تعداد میں شریعت اور کتب اور کتب کی ہے اور خود دعائیت۔ امام ام بھی کہتے ہیں کہ بلا برہن میں بعض اہم اصل معمولی اہمیت کی ہیں لیکن شیطان ان کو سب سے پہلے چھوٹی عقل ہی کا ۲ ہے۔ ایسے لوگ قصود پر بہترین لکچر تو دے سکتے ہیں اور اس کے فحش و فحش قسطے تو بیان کر سکتے ہیں مگر خود اس کی برکات سے مستفید نہیں ہو سکتے۔

چھوٹی دلازمی، دیکھنے والے حضرات کو ہم شیخ کے طور پر ایک شکوک کرتے ہیں۔ آپ کم از کم ایک سطحی دلازمی نہ کہ لیجے۔ آپ میں تو واضح، علم، ہر وقت بچھا ہوا ہائے گا۔ یہ نہیں چھوڑیں وہ بارہ بڑے لیجے، تو واضح، علم، ہر وقت۔ اگر پہلے سے یہ چھوڑیں گی تو ایک سوچو وہ ان میں اضافہ ہو جائے گا۔ انکا ماتا صریح و باطل۔

(ی)۔ جب سے مسلمانوں نے اپنی تحریکیں اور عقیدوں کے نام رکھنا شروع کر دیے ہیں۔ نئے فرقہ پرستی، تعصب اور متا بنے نے زور پکڑ لیا ہے۔ یہ بدعت تکریم یا چند دوسری صدی میں شروع ہوئی۔

(ک)۔ بڑی بڑی ملاجیوں کے مالک علماء نے جب سولہ صدی میں مرضی کے مطابق کوئی تحریک نہ پائی تو ابھرا کسی خاص تحریک میں شامل ہو کر فرض کو پورا کرتے رہنے پر آمادہ ہو گئے۔ یوں بڑے بڑے علماء کے ہاتھ بڑے بڑے عظیم ائمہ اور عقیدوں کو کام کرنے لگ گئے اور ان علماء کی شان و شوکت کو چار چاند لگ گئے۔ یوں اصحاب ملاجیت کی تمام ملاجیتیں دہلی کی دہلی رہ گئیں۔ جنرل سپردہ رت شاہ صاحب علیا لہر

میں مائریاں دے سکے دین دے

(۱)۔ بعض لوگ اپنی صورت و معلومات کی روشنی میں ایک درست مضمون ترتیب دے لیتے ہیں جو بے قدر و ثقیل واکل کے ساتھ تصادم ہوتا ہے۔ اس کا اپنی چپ دہانی کے عمل ہوتے ہیں اس موضوع پر گہاوت فصیح و بلیغ تقریر بجا لادیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ محام میں غلبہ ہے لیکن جاتی ہے جب کہ اعلیٰ طرز اپنا سر نکال کر چلے جاتے ہیں۔ صحیح کریم ﷺ نے فرمایا اِنَّ الْخَوْفَ مَا اخَافَ عَلٰی الْفَتْحِ كُلُّ مَنَّا لِيُفْلِحَ الْاِسْلَامُ یعنی مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف ہے۔ اختلاف کا ہے جو چپ دہانی اور فصیح الہویاں ہوں گے (مستطاب جلد اول صفحہ ۲۸)۔

جو شخص اپنی سر ملی آباد کی بنا پر مسجد سنبھال کر بیٹھ جاتے ہیں۔ انہوں نے پہلے سے کچھ بڑے حاشیوں ہوتا ہوا کھدائی کے پاس اس لیے نہیں بڑھتے کہ غلطیوں کے سامنے ان کی ٹانگیں ہوا اور اگر کوئی عالم ان کھدائی کے بھلوں کی اصلاح کرے تو وہ انھیں دھمکیاں کھڑا کرتا ہے۔

اللہ کریم کل شایعہ فرما ۲۰ ہے لِحَقِّقُونَ اَنْ لِّیَحْمِلُوْا اِیْہَا اَنْہُمْ یَلْعَلُوْا یعنی انہوں نے جو کہ اسے
سراہا ہم نہیں دیا اس پر بھی ایسا تحریف کر دیا ہے کہ (آل عمران: ۱۸۸)۔ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں حضرت
نکمرہ جانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یَلْعَلُوْا خَلُوْنَ بِاَحِلِّیْہُمْ النَّاسِ وَیَسْتَنْتِ النَّاسِ فَاِیْہَا اَنْہُمْ اَلِی الْعِلْمِ
وَلِیْسُوْا اِیْہَا اَحِلِّ الْعِلْمِ یعنی لوگوں کو گمراہ کرنے پر غرض ہوتے ہیں اور اس پر بھی غرض ہوتے ہیں کہ لوگ انھیں عالم
کہیں حالانکہ یہ عالم نہیں ہیں (تفسیر ہادی جلد ۱ صفحہ ۳۸۳)۔

محبوب کریم رضاف اور رحمہ اللہ نے اور شاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض کرے گا کہ علماء فہم بہرہ جائیں گے، لوگ جانوں کو اپنا سر دار بنائیں گے، ان سے سوال ہی نہ پوچھے جائیں گے، وہ بطور علم کے فخر سے دیں گے، غور بھی نہ کرادیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ اَنْخَلَتْ النَّاسُ رِیَایاً وَ مَاجِلَیْہِ الْاَلْفَاظِ اَبْقِیْہِمْ جَلْمَ لَفْظِیْہِمْ اَوْ اَحْضَلُوْہِ الْاَعْمَارِیْ جِلْدِہِمْ - ج، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۰۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص آئے گا کہ نقلی الفلک عنی از زینکنوز الخطیب ای شخص ملایم ہو جائے گا اور غلبہ کرے گا۔ (مسند احمد)۔

اس پر چوتھی امت کا اختراع ہے کہ جہاں کا وہ کھڑا کرنا حرام ہے۔ قاضی بریلوی حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ میں بار بار جہاں کی وجہ کوئی کھڑا کرنا حرام ہے اور اس پر دلائل دے چکے ہیں اور فرمایا ہے کہ جہاں خطیب چٹا کھڑا کرتا ہے اس سے زیادہ نقصان کرتا ہے لہذا حضور و فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ کتاب الجنگر و کلام و قصص و عقائد کے

نعت گستاخ اور نعت چڑھنا ایک عظیم کارِ خیر ہے۔ اعلیٰ سنت نے ہر دور میں اور ہر زبان میں تجلیں نکھیں ہیں اور محبوبِ کریم ﷺ کی عداوت کا حق ادا کرنے کی تکمیل کا عمل کی ہے۔ اہلِ دینِ حقیر برقمِ العروق نے آٹھ عقائدِ بانوں میں صحیحہ کریم ﷺ کی نعت نکھیں ہے اور ایک نعت ایسی بھی ہے جس پر کوئی خط نہیں آتا۔ اس حقیقت کا اعتراف ہم اس لیے کر رہے ہیں کہ کوئی بد نیت ہمیں نعت کا سنگرز کہہ سکے۔

نعت لڑائیوں اور فتلوں سے درخواست ہے کہ اپنی قیمتی علماء کرام کے پاس جا کر صحیح کر دیا کریں۔ بعض نعت لڑائیوں اور فتلوں شرعاً ایک قلعہ محاکمہ پر مبنی قیمتیں اور حکام پر ہڈیاں لگاتے ہیں۔ ہر لوگ ایسے حکام پر اعتراض کرتے ہیں تو علماء کو جواب دیتا چلا ہے۔ لہذا پہلے ہی علماء کو ایسا حکام کو کھار دے کہ دست کر دینا اور عقل نعت میں کسی نہ کسی مستحکم عالم سے گفتگو کرنا اس عقلی کی اصلاح کا بہترین طریقہ ہے۔

نعت پڑھنے کی قیمت ملے کر لینا نا جا کر ہے اور اخلاص و محبت کے انہی ساتھی ہیں۔ انہی کریم انسانوں نے فرمایا میرے بعد انکی قوم پیدا ہوگی جو اپنی زبان سے اس طرح کلمے کی جیسے ہم نے اپنی زبان سے کہتی ہیں (احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۰) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف کے باب البیان والشعر میں بیان ہوئی ہے لیکن مشکوٰۃ اور شریعی کا باب۔

نعت عثمانی کی حالت کے طور پر محض کہا نا کہانے سے بھی حکماء نے لَاتَشْتَرُوا بِأَيِّهَا تَنَالُوا الْفَلَاحَ پڑھ کر منع فرمایا ہے (ما حدیث متواتر، مضمون جلد ۱۰ حصہ دوم صفحہ ۷۷)۔

نعت عثمانی نہایت نچادہ کرنا ایک غیر سلیقہ دار یا حرکت ہے جو صوفیہ وحالت کے سراسر متافی ہے۔
مرنے کی نکتہ کا لالچ دینا اور اس کی غرض سے محفل میں داخل کرنا اطلاق کے متافی ہے۔

نعت شریف کو کہانے کی طرح بڑا سا بھی ملت جلتی ہے اور محفل نعت کو قبیل میں جھڑی کرنے کے مترادف ہے۔ محبوب کریم ﷺ لڑا یا مشتعلی طرز سے بچا قسم پر لازم ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹)۔

نعت شریف کو معمولی پادشہ کے ساتھ بڑا سا بھی نہاد کر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے لڑا یا لکھے میرے سب سے دل کو ڈرنے کا حکم دیا ہے (مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۳۱۸)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوف حرام ہے و سبیل کے تمام آلات حرام ہیں۔ محفل حرام ہے اور ہا سبزی حرام ہے (سنن کبیری الشیخی جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۲)۔

نعت عثمان کا اپنے پیچھے کرنا اور سوزیوں کی ٹیم بٹھالنا جو اللہ تعالیٰ جل شانہ کا اسم گرامی بگاڑنا ذکر اس کی بھلا کر کے رہتے ہیں۔ نعت نہاد کر ہے اور اللہ کریم کا نام بگاڑنا حرام ہے۔ دراصل یہ لوگ اللہ کے نام کے بارے میں اصل کی آواز پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاؤ ڈاؤن تنکریا ساؤنڈ سسٹم کی کوئی (Echo) اس طرح سے کھولنا کہ اصل سے زیادہ ہم پیدا ہو جائے، نہاد کر ہے اور معمولی ہی کے مترادف ہے۔

ان باتوں کی اصلاح ہو جائے تو نعت عثمانی بلاشبہ ایک پختہ پادشہ ہے۔

(4) تفصیلی نکتہ

جلیل خطیب، اکرم محفل اور بدعتیہ نعت نویس اور پیشہ ور نعت عثمان اپنی مبالغہ میں غلی غلی جکڑاں اسی طرح سے کرنا شروع ہو چکے ہیں کہ راستہ یا نا راستہ طور پر مولیٰ علی کریم اللہ علیہ السلام کو کھلانے کا اشارہ پر نصیحت دینی جاری ہوتی ہے۔ یہ لوگ تاریخ کی تریخ اور حقاقت کرتے کرتے اس قدر ذالی ہو چکے ہیں کہ واقف کی دوا پر ہل گئے ہیں اور بعض نعت عثمان تو ہوتے ہی واقف ہیں مگر سادہ لوح محاسبان باتوں کو نہیں سمجھتے اور پیشہ ور نعت عثمانوں پر نونوں کی برسات کرتے رہتے ہیں۔

صحابہ کریم علیہم السلام میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق ہیں، پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی اور پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔ اس موضوع پر ہم اصل بیت، تہذیب اور خصوصاً یہ علی المرتضیٰ علیہ السلام کے اور کلمات و روایات اور ان کا عقیدہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کے حضور سے یہ تمام عمریں جلتے سے مروی ہے لہذا انہی انشاس خیر

بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالَ قُلْتُ لَمْ يَنْ قَالَ غَضِرَ يَمِينِي فِي سَبْعَةِ أَلْفٍ مِائَةٍ مِائَةٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
سَعْدِ بْنِ أَبِي كَرْدَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَبْعَ أَلْفٍ مِائَةٍ مِائَةٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ سَبْعَ أَلْفٍ مِائَةٍ مِائَةٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
اللَّهُ تَعَالَى (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۸)۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے دائے کو چھڑا کر چم دیا اور ایک
دائے (الکلیل) سے انسان کو پھینکا یا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے غلیظ قرار دیا یا اگر میں آپ کے فرمان کی خاطر
جھاڑ کر تار یا اگر میرے پاس گواہت ہوئی تو میری پاد سے حق حقائق پر عمل کروں اور اگر کوئی حضور رسول ﷺ کی ایک بیڑی
میں بند چھوئے رہا۔ لیکن آپ ﷺ نے میرے سر سے اور ایک کر کے سر سے کوئی خوب کڑا کر لیا اور لڑا یا اگر کوئی
ہو یا اگر کوئی کوئی نہ چھوئے رہا۔ آپ نے مجھے لہذا چھوئے رہا۔ یا لہذا رسول اللہ ﷺ جس شخص کو ہمارا بیٹا لہذا
بٹانے پر سامنی ہیں ہم اسے پاد دیا اور لہذا بٹانے پر کھینکنا سامنی ہوں (سوانح محرقہ صفحہ ۶۲)۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر کوئی مرد عمر بھر میں اللہ رسولوں کے سوا جنت
کے تمام بیڑیوں کے سرور میں داخل ہو جائے گا۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۰)۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: لَا أَجِدُ أَحَدًا أَفْضَلَنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَ غَضِرَ
أَبَا جَلْدَةَ حَدَّثَ الْمُطَوِّعِي يَمِينِي فِي سَبْعَةِ أَلْفٍ مِائَةٍ مِائَةٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ سَبْعَةَ أَلْفٍ مِائَةٍ مِائَةٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
طور پر اسی کڑے سے ماہوں کا (دار قطنی، سوانح محرقہ صفحہ ۶۰)۔

محدث مہاراجا رحمت اللہ علیہ کو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ لیکن چونکہ خود سیدنا علی نے
اپنے کمر اور عمر کو اپنے سے افضل قرار دیا ہے لہذا فرماتے تھے کہ میری اس سے بڑھ کر بڑھتی کیا ہوگی کہ علی کی محبت کا دعویٰ
بھی کروں اور علی کا کہنا بھی نہ کروں (سوانح محرقہ صفحہ ۶۲)۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ خاتمانی مثلاً لَافِي بَكْرٍ وَ غَضِرَ
النَّبِيِّ ﷺ قُلْتُ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ لَمْ يَنْ
فرمایا جو مرتبہ ان کا آپ ہے کہ حضور کے چلوں آمام کرے ہیں (مسند امام ابو جلد ۳ صفحہ ۹۶)۔

حضور نور علیہ السلام سیدنا شیخ مہاراجا رحمت اللہ علیہ نے قدس اللہ سرہ اس پر فرماتے ہیں تمام صحابہ میں سب سے
افضل چاروں خلفائے راشدین ہیں۔ ان چاروں میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ پر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ اور
پھر حضرت علیؓ کو تفضیل حاصل ہے (الحدیث الکامین صفحہ ۱۸۲)۔

(5) خارجی اور رافضی تھے

خارجی اسے کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی شان کو کلمہ تسلیم نہ کرے۔ یہ لوگ خود کو حق مہر پرست کہتے ہیں

اور مسلمانوں کی اکثریت کو مشرک سمجھتے ہیں اور جنوں کے حق میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر نازل کرتے ہیں۔ حبیبہ کریم ﷺ نے عمار بنوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ قرآن بہت پڑھیں گے مگر قرآن ان کے عقل سے بچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ بت پرستوں کو بگوانے کے اور مسلمانوں کو (مشرک سمجھتے ہوئے انہیں) قتل کریں گے (مسلم جلد ۳۳۱، بخاری جلد ۵۰۹، طحاوی جلد ۲ ص ۱۱۳۸)۔ قرآن میں سے سب سے شریر لوگ یہی ہیں گئے (ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰۰)۔

حضرت مہد علیہ السلام رضی اللہ عنہما عمار بنوں کو اللہ کی شریر ترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ لوگ کافروں کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو مسلمانوں پر نازل کرتے ہیں (بخاری جلد ۲ ص ۱۰۲۳)۔ دوسری طرف رافضیوں کے بارے میں بھی حبیبہ کریم ﷺ نے فرمایا: *يَهْدِيهِمْ لِي آخِرُ الْاَوْدَانِ لِقَوْمٍ يَسْتَفْزِنُ التَّوَابِعُ بِرُؤْيِ لِقَاطُونِ الْاِسْلَامِ* یعنی آخری زمانے میں انہی قوم کے لئے کی جنہیں لوگ رافضی کہیں گے وہ اسلام سے گلہ چکے ہوں گے (مسند احمد جلد ۱ ص ۱۲۸)۔

آپ ﷺ نے مولا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ایک ایسی قوم نکلتی ہے جس کا خدا آپ سے محبت کا دعویٰ کرے گی۔ اسلام کو سوا کرے گی۔ دین سے اس طرح گلہ چکے ہوں گے جیسے حیران ہوا ہے۔ ان کے نظریات عجیب ہوں گے۔ انہیں رافضی کہا جائے گا۔ وہ مشرک لوگ ہوں گے، ان کی کتابی یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ ہمدرد جماعت میں نہیں آئیں گے۔ اپنے سے پہلے لوگوں پر غصہ دیکھنا کریں گے (دارقطنی مصابیح عرق ص ۱۶۱)۔

سیدنا علی المرتضیٰ کو مہلک جہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے علی میری مثال ایسے ہے جیسے بھینس۔ ان سے یہودیوں نے بغض رکھا اور ان کی والدہ پر الزام لگا دیا اور یہودیوں نے محبت رکھی اور ان کو وہ مرتد سے دیا جس کے وہ حق دار نہ تھے۔ پھر مولا علی فرماتے ہیں کہ میرے بارے میں دو طرح کے آدمی ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جو میری انہی شان بیان کرے گا جس کا میں حق دار نہیں۔ دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے میری دشمنی مجھ پر یہ جان لگانے پر آمادہ کرے گی (مسند احمد جلد ۱ ص ۵۶۵)۔

روافضی کی اپنی کتاب کج اہل حق میں بھی بات ڈالنے کی چوٹ پر سوچو کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا

”میرے بارے میں دو طرح کے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ایک حد سے زیادہ محبت کرنے والا جسے یہ محبت حق سے دور لے جائے گی۔ اور دوسرا مجھ سے بغض رکھنے والا جسے یہ بغض حق سے دور لے جائے گا۔ میرے بارے میں حدیثی روایہ پر چلنے والے ایسی جگہ ہوں گے۔ جیسے بڑے گروہ کی بیرونی کو۔ بے شک اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ مگر فرقہ واری سے بیزار ہے۔ جماعت سے الگ ہونے والا شیطان کا ظہارین ہوتا ہے جس طرح ان کی کہی روایت سے بچو کہ بغیر یہ کا ظہارین جاتی ہے (کج اہل حق نمبر ۱۲ ص ۱۲۷)۔

فرق کھانا کھانسی کے لیے بہت ضروری ہے۔

آئندہ لائحہ عمل

مغرب کے محاذیہ امن نے ملٹی ترید کی بجائے صورت کے حقوق انسانی حقوق، NGOs، ملازمین اسلام، دوسرے تنظیمیں، سائنس اور ضروریات دین کے ہم استعمال کر کے یہاں کام نکالنا جبکہ مسلمانوں نے ایسی دیگر تنظیمیں قائم کرنے کی بجائے بڑھتی ہوئی تادیب و تادیب و تادیب کے نام سے ملٹی کوئی کرنا شروع کر دیے۔ علم بڑی ہو گیا ہے اور یہ کہوں تو اسے سے غالی نہیں، لیکن مغربی تقریب کاری کا علاج صرف علم سے نہیں بلکہ مناسب اقدامات سے کرنا ضروری ہے۔

(۱) دولت دار ملکوں کا سیلاب ترین طریقہ اسلامی حکومت کا قیام ہے تاکہ مکمل دسائی کے ساتھ ساتھ اسلام اور شادمانی ہو۔ نیز بعض مواقع پر ملازمتی ادارے کا استعمال بھی کیا جائے۔ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے متحدہ علماء و سرگرم عمل ہیں اور فرض کیا جا رہا ہے۔

جب تک اسلامی حکومت قائم نہیں ہو جاتی، علماء پر لازم ہے کہ وہ ایجنٹ کے تقاریر کے لیے حکومت کے حمایتی نہایت سلیو کی سے تبلیغ دین کا کام چاری و ساری کریں۔ چنانچہ عظیم المدارس کے علماء کرام نے تعلیم کا ایک ذریعہ مناسب قرار دیا ہے جو ملک بھر کے مدارس میں رائج ہے۔ انہی علماء کرام کے لیے مناسب ہے کہ مذکورہ اداروں کی اصلاح کے لیے نہایت سخی و ملازمین وضع فرمائیں۔ خصوصاً ہر شہر کے ذمہ دار علماء اپنے شہر کے علمبرداروں، درسوں اور نعت خوانوں کی اصلاح کی طرف نہایت جدوجہد فرمائیں اور مذکورہ اصلاحات کی حد تک ایک حکومت کی طرح کام کریں۔ تمام علماء اور تعلیمی ادارے ان علماء کی اطاعت کریں۔ مدارس کے مہتممین، خطیب حضرات اور نعت خوان حضرات سے درخواست اور پر زور اہل ہے کہ علماء کی طرف سے ملے والی اصلاح کو ہر چاہم قبول فرمائیں۔ اسی میں ان کی کٹھری ہے اور اہل کی کامیابی یا شکست ہے۔

(۲) اپنے اپنے علماء میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہر دور میں علماء و مشائخ کام کرتے رہے ہیں اور اسی سے دین بچا ہے اور سچ ترقی کی ہے۔ آج بھی علماء و مشائخ اپنے اپنے دسائی اور استعداد کے مطابق سرگرم عمل ہیں۔ علماء نے اپنے طور پر مدارس کھول رکھے ہیں اور کمال مشائخ نے اپنے اپنے آستانوں پر صحت کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ حرارت اور کیا مادہ خالص ہوں پر لوگوں کا جھوم، جتا ہے اور بعض مقامات پر الجھن کی اصطلاح اور اشتہار کے اس قدر جھوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی تنظیمیں، اتحاد و جمع کر کے نہیں رکھا جاسکتا۔ اگرچہ ان مشائخ کا آپس میں کوئی رابطہ نہیں اور ان کی نعت اور کائنات کا فیہر مسلم نظر آتی ہے مگر نتیجے کے طور پر دین اسلام کا یہ بڑا کام چاری و ساری ہے۔ اہمیت ضرورت اس بات کی ہے کہ درسوں کے مواقع پر تمام کے جھوم سے فائدہ اٹھایا جائے اور انہیں مناسب دھند اور نصیحت کی جائے۔

اس کے علاوہ بعض خطیبیں بھی اپنے اپنے طریقہ کار کے مطابق خود مستوحیہ میں مسروقہ عمل ہیں۔ نیز تاجدار، سیاحین اور مفتیین وغیرہ کے ذریعے انتہائی طور پر یا معظم طریقے سے ہر طرح دین کی تبلیغ و ترویج جاری ہے۔ یہ سب کچھ جاری رہتا چاہیے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دین کی تبلیغ کے خدائی وعدہ است ہیں۔

آج کے دور میں رہنے والی دینی اور اخروی زندگی پر مذہب و سماجی پیمائشی جاری ہے۔ اگر مسلمانوں کو پوری دنیا کی سطح پر کنٹرول حاصل ہو جائے تو بلاشبہ میڈیا کی فراہمی کی اصلاح کر دی جائے اور ناقابل اصلاح تاجدار کو جرح سے اکھاڑ دیا جائے۔ لہذا آج ہم جن حالات سے دوچار ہیں ان حالات میں علماء کو کسی بھی میڈیا پر دین کی تبلیغ کرنے میں کچھ شک نہ رہتا چاہیے ورنہ یہ میدان کاروبار نہیں کے لئے غنائی کو کھل چاہیے۔ ہر قسم کے میڈیا پر علماء و صحابہ کرام کو آزادی اور تنظیم طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ مغربی کشمیر کی ادنیٰ جگہ جاری ہے اور علماء کو کسی مغربی روش میں کبھی چاہیے۔

(۳) فقیر راقم الحروف نے مذکورہ فتووں کے خلاف اپنی جائزہ اشاعت ”روحہ للخصی“ میں مشکل مذاہب کا تبیح کر دی ہے۔ مخالفت گوئی کا شرعی ضابطہ، عورتوں کی جماعت کا مسئلہ، لا متواضعی، زنا، بعض اعضاء، گستاخانہ رسول کا شرعی حکم اور دستور المائیکین وغیرہ دین کا دورہ کئے والے علماء و علماء کو چاہیے کہ اپنے اپنے مسائل کی حد تک اپنے اپنے علماء میں ان موضوعات پر لوگوں کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ فرمائیں۔

(۴) علماء کے لیے لازم ہے کہ اپنی مسلمات میں وسعت پیدا کریں اور اپنے علم کے مطابق عمل کی طرف توجہ دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ **أَنْ هُنَّ أَهْلُ النَّاسِ هَلْ هُنَّ مَنَازِلُ لَهَا بِرُحْمَةِ الْقِيَمَةِ خَالِمٌ لَا يَنْفَعُ بَعْضُهُمْ بَعْضٌ** ترجمہ: جو عورتیں ہیں ان کے لیے لوگوں کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ **أَلَا إِنَّ شَرَّ النَّفْسِ خَشَرُ الْفُلْجَانِي وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ الْفُلْجَانِي** یعنی شرورہ بے شک سب سے بڑا شر ہے علماء ہیں اور سب سے بڑی بھلائی اور نیکی علماء ہیں (رداء الداری، السہلہ ص ۱۰۹)۔ عالم کی بچان بچا ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ افسانہ بخششی اللہ من جہادہ الفلجانی (لا طر ۲۸) اور اللہ سے نہیں ڈرتا وہ باطل ہے۔ یہ تین امور فی اللہ سمجھائے ہیں کہ کوئی شخص اس وقت تک عالم نہیں بن سکتا جب تک اپنے سے اوپر والے سے حسد نہ چھوڑے اور نیچے والے کو کچھ نہ چھوڑے اور اپنے علم کے ذریعے دنیا کا ناپ چھوڑ دے۔ (رداء، السہلہ ص ۱۰۰)۔ عالم کی جماعت کے لیے بھی چاہئے۔

(۵) دینی تعلیم کے طور پر ہر مسلمان کو کم از کم قیادی سطح کا مذاہرہ و قرآن شریف کی تلاوت آنی چاہیے۔ اس مقصد کے لیے فقیر راقم الحروف نے صرف 32 صفحات پر مشتمل ”معلم الامام نامی کتاب“ کو تیار کیا ہے جو

قرآن شریف کی تاثر و تعلیم کے ساتھ بچوں کو پڑھایا جائے تو ایک عام مسلمان کے لیے کافی ثوابی ہے۔ الحمد للہ اس پروگرام کے تحت متعدد اداروں میں یہ کتاب پڑھائی جا رہی ہے۔

(۶)۔ ثانوی تعلیم کے طور پر اہلیت رکھنے والے طلباء کو صرف ان کے بنیادی قواعد اور ”المستعد“ پڑھائی جائے تو کافی ہے۔ کسی طلبہ یا حق کے پاس کہاد کہ اس قدر تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔

(۷)۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے مزید دینی لٹریچر کی ضرورت ہے۔ اس حساب سے ضرورت یا استعداد کے تحت خود مطالعے کر سہند بدل کر سکتے ہیں لیکن ہر کس و کس اور خصوصاً حکومت کو اس میں اگست ذہنی کی بہانہ نہیں دی جائیگی کہ یہ ہر کسی کے بس کا کام نہیں۔

معیاری عشق رسول ﷺ مرض کا صحیح علاج

جب تک مسلمانوں کے دلوں میں حبیبہ کریم ﷺ کی محبت رچ بس نہیں جاتی اور نبی کریم ﷺ کی مرکزیت کو تسلیم نہیں کر لیا جاوے مسلمانوں کے حق کے دور رسالہ کی اصلاح ممکن نہیں۔ جب میں نبی کریم ﷺ سے کج معنی میں محبت ہو جائے گی تو پھر ہم آپ ﷺ کی وجہ سے آپ کے صحابہ اور اہل بیت سے خود بخود محبت ہو جائے گی۔

حبیبہ کریم ﷺ نے فرمایا ذخیرۃ النبی افضل صحابہ میں میری خاطر میرے صحابہ کو بکھڑ کیا کرد (مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)۔ اور فرمایا میں نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور میں نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۳)۔

اہل بیت اطہار علیہم السلام کے بارے میں فرمایا کہ اَحَبُّ اَهْلِ بَيْتِيْ بِعَيْنِيْ يَحْيٰى مِثْرِيْ محبت کی خاطر میرے اہل بیت سے محبت رکھو (ترغی جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)۔ جس نے ان سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی (ترغی جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)۔

ابن مسعود سے واضح ہو گیا کہ جو لوگ صحابہ کرام یا اہل بیت علیہم السلام میں سے کسی ایک سے بھی دشمنی رکھتے ہیں ان کے دلوں میں رسالہ نبی کریم ﷺ کی محبت جاگزیں نہیں ہوتی۔ اگر محبت رسول ﷺ ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے تو بارگاہِ دلوں اور اس کے پیادوں کی محبت خود بخود پیدا ہو جائے گی۔ کوئی مانے یا نہ مانے اللہ کی قسم یہی ہے مرض اور یہی ہے اس کا صحیح علاج۔

اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کا اظہار قرآن شریف کی سورۃ توبہ میں ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اَبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاَخَوَاكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَغُصْبُكُمْ وَاَنْتَ اَنْتَ اَفْتَرْتُمْ هٰذَا وَابْتِغَاوْا لِّلْخَشْيَةِ كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ فَاَنْتَ تَكْفُرُوْنَ لَوْ كُنْتُمْ اٰخِبْتُمْ مِّنْ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ لَا تَكْفُرُوْنَ فَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ لَوْ كُنْتُمْ اٰخِبْتُمْ مِّنْ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ لَا تَكْفُرُوْنَ فَاَنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ (سورۃ توبہ)

آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زین العابدین ذیل علی و جوب خبت
 اَللّٰهُوَ وَ سَوَّاهُ لَا يَخْلَفُ هَٰذَا لَكَ بَيْنَ الْاَمْنَةِ وَ اَنْ ذٰلِكَ مَقْدُمٌ عَلٰی كُلِّ نَحْوٍ بِرَبِّكَ یَا آدَمُ
 میں اللہ اور اللہ کے رسول کی صحت کے واسطے ہونے کی دلیل موجود ہے اور اس میں چھدی امت کے درمیان کوئی
 اختلاف نہیں ہے۔ یہ حدیث پر محمود پر بخاری ہے (قرطبی، جلد ۹ صفحہ ۸۸)۔

لاٹھی میاں رحمت اللہ علیہ اس کی تعمیر میں لگے ہیں :- اس آیت میں جس طرح سے نبی کریم ﷺ کی محبت پر امت کو ابھارا گیا ہے اور محبت ذکر کرنے پر عیب کی گئی ہے اور آیت میں جس قدر وسوسہ اور جھٹ سوسو ہے اور آپ ﷺ کی محبت کے لازم اور فرض ہونے کو آپ ﷺ کے اس کا حقدار ہونے کی واضح دلیل ہے۔ اس آیت میں مسلمانوں کو اپنے جان و مال، اہل و عیال اور اولاد سے بڑھ کر اللہ اور اللہ کے رسول سے زیادہ محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو کرنے پر سخت ترین سزا دی گئی ہے۔ پھر محبت ذکر کرنے والوں کو کافق قرار دیا گیا ہے اور انہیں جہنم دیا گیا ہے کہ اپنے لوگ گمراہ ہیں اور انہیں اللہ وایت نہیں رہے گا (المائدہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حبیبہ کریم ﷺ سے محبت کا معیار کیا ہے۔ وہ محبت کس نوعیت کی اور کس درجے کی ہوتی پائیے۔ اسی سوال کے جواب میں ہم سناچہ کرام کے حضور کریم ﷺ کے ساتھ دالہا نہ پین کے کچھ واقعات نقل کرتے ہیں تاکہ محبت کا صحیح معیار واضح ہو سکے۔

المجلس

[illegible]

2۔ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ مَنْ كُنَّ فِيهِ زَجَدَ خَلَاوَةٌ الْإِيمَانِ، أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَهُمَا وَأَنْ يَجِبَ الْمَرْءُ لَا يَجِبُهُ إِلَّا هُوَ وَأَنْ يَكُونَ هُنَّ ثَلَاثَةٌ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكُونُ هُنَّ ثَلَاثٌ فِي الْإِيمَانِ يَعْنِي حَضَرَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَرَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا قَامَ يَخْرُجُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَقَالَ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُنَّ ثَلَاثٌ فِي الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا وَأَنْ يَكُونَ الْإِيمَانُ بِمَا جَاءَ بِهِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَكْبَرَ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا وَأَنْ يَكُونَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَكْبَرَ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا وَهُنَّ ثَلَاثٌ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكُونُ هُنَّ ثَلَاثٌ فِي الْإِيمَانِ أَنْ يَكُونَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَكْبَرَ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا وَأَنْ يَكُونَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَكْبَرَ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا وَأَنْ يَكُونَ الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ أَكْبَرَ إِلَيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَا سِوَهُمَا

سے لایا اور پیارے اہلوان۔ دوسری یہ کہ وہ کسی جگہ سے محفلِ انصاف کی خاطر محبت کرتا ہو۔ تیسری یہ کہ کفر کی طرف لوٹ جانا اسے اتنا اذیت دے جس طرح آگ میں گرنا ہے۔ چنانچہ اسے اپنا پسند ہے (مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۹) بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷۔

۱۰۔ وَعَنْهُ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَخَذْتُ لَهَا ثَلَاثًا مِمَّا أَخَذْتُ لَهَا إِلَّا اتَى أَحَبُّهُنَّ وَسُوءُهُ قَالَ: أَلَيْسَ خُصَمَاءُ مَنْ أَحْبَبَتْ قَالَ: لَيْسَ فَمَنْ أَحْبَبَتْ الْمُسْلِمِينَ فَرَحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ وَسَلَّمَ وَالْبُخَارِيُّ وَابْنُ دُرَيْجٍ قَالَ: لَيْسَ أَحَبُّهُنَّ رَسُولُهُ وَسُوءُهُ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ جَاءَ أَنْ أَكُونَ مِنْهُمْ وَإِنْ لَمْ أَفْعَلْ بِأَعْدَائِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ دُرَيْجٍ لَمَّا كَانَ الْفَرَجُ لِمَنْ تَنَافَسَ ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَخَذْتُ لَهَا شَيْئًا مِنْ صَلَاحٍ وَلَا مَبِيتٍ وَلَا ضَلَاةٍ وَلَكِنِّي أَحَبُّهُنَّ وَسُوءُهُ قَالَ: فَالْتَمِسْ مِنْ أَحْبَبَتْ رَسُولُ اللَّهِ وَسَلَّمَ وَمِثْلَهُ فِي مَوَاطِنَ الْأَنْعَامِ مَخْفِيَةً لِمَنْ حَرَبَتْ أَسْأَلُ اللَّهَ فِي كَيْفَ آتَى لِي عَرَضُ كَيْفَ رَسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَيْفَ آتَى لِي۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اتونے اس کے لیے کیا چوری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے لیے کوئی چوری نہیں کی، سوائے اس کے کہ میں ایشیاء اور اسکے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی۔ حضرت اس فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اس معاملے کے بعد کسی بات پر ناجائز ٹول ہوتے ہوئے نہیں دیکھا جتنا کہ اس بات پر ٹول ہوئے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۲، بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۶) ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایشیاء اور اس کے رسول اور ان کے اہل بیت سے محبت کرتا ہوں اور اس پر کھتا ہوں کہ ان کے ساتھ رہوں گا اگرچہ میرے اہل ان جیسے نہیں ہیں (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۲) ایک روایت میں ہے کہ وہابی خاموش رہا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ میں نے اس کے لیے فتور یا مالاز چار کی ہے نہ وہ سے اور نہ ہی ترکہ، ہاں البتہ میں ایشیاء اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا تو اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ جیہی محبت ہوگی (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۳۲، بخاری، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۶)۔

حضرت غفر و بن فخر عن ابیہ قال ما منعت ابن عمر هذا عذر النبی ﷺ قط إلا
 یسکی یحق محرم مرودن ہمارے باپ کی دہائی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر کو جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر فرما
 کرتے ہوئے سنا وہ ہر بار کہتے تھے (وہی ہمارے باپ)۔

5۔ سیدنا علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حسن اور حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا (اشعبار جلد ۲ صفحہ ۱۶)۔

6۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے ہرجیز سے زیادہ محبوب ہیں اس لئے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کوئی شخص اس وقت تک نہیں دیکھا جو اس سے آپ کے برابر محبوب ہیں اس لئے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اب تم ایک ہے (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۱۵)۔

7۔ حضرت مرد بن الحارثؓ فرماتے ہیں کہ غامغانی أخذ أختہ النبی من رسول اللہ ﷺ یعنی مجھے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر دنیا کا کوئی شخص محبوب نہیں تھا (مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۶)۔

8۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، آپ کے چچا ابو طالب کا مسلمان ہو جانا مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ پیار ہے۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے بھی بات محبوب کریم ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ سے کی تھی کہ اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو ہرجیز مجھے اپنے آپ کو خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ پیار ہے (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

9۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے یہ پوچھا گیا کہ آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کبھی محبت کرتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم آپ ﷺ میں امارے مال، املاؤں، باپ، داد، عاری، ماں، بہن، بیوی اس میں غلطی سے پائی سے بھی زیادہ محبوب تھے (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

10۔ حضرت زید بن حذافہؓ کو جب اہل مکہ نے قتل کرنے کے لیے حرم شریف سے باہر نکالا تو وہ غمیان بن کر رہا۔ جب مکہ کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اے زید میں تجھے اللہ کی قسم کو تکریم دیتا ہوں، کیا تم اس وقت بھی نہیں چاہتے کہ تمہاری جگہ پر تمہیں اور تمہاری جگہ انہیں قتل کیا جائے اور تم اپنے گمراہوں میں شریعت سے سوجھو؟ حضرت زید نے فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں چاہتا کہ میرے گمراہوں میں چلے پڑوں۔ میں نے کوئی کانا تک پیچھا نہیں کیا ہے مگر بیٹے ہوں۔ ابو سلمہ نے کہا میں نے آج تک کسی انسان کو کسی اور سے انسان سے اتنی محبت کرتے ہوئے نہیں دیکھا جتنی تمہارے اصحاب تم سے محبت کرتے ہیں (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۱۹)۔ اسی طرح کا واقعہ حضرت حبیبؓ کے ساتھ پیش آیا جب انہیں سولی پر چڑھایا گیا اور چالیس افراد نے نذر سے لے کر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔

11۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عمارؓ کے باہر نبی کریم ﷺ کو کھڑا کیا اور خود اعدائے شریف لے گئے تاکہ غار میں سے کوئی مصیبت حضور کو نہ پہنچے۔ اپنی چادر پھاڑ کر غار کے سارے سوراخ بند کر دیے۔ صرف دو سوراخ رہ گئے، ان پر اپنے پاؤں رکھ دیے اور محبوب کریم ﷺ سے عرض کیا کہ اعدائے شریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ کی گود میں سر ہدک رکھ کر سو گئے۔ صدیق اکبرؓ کے پاؤں پر سانپ نے ڈس لیا مگر انہوں نے حرکت تک نہیں کی تاکہ صحیبہ کریم ﷺ جاگ نہ جائیں۔ اگلے آسمان آپ ﷺ کے چہرہ کا نقشہ پر پڑا تو آپ ﷺ جاگ گئے۔ آپ ﷺ نے یہ پوچھا کہ کیا آپ

کہ کیا ہوا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر نمازوں مجھے مساب نے دس لیا ہے۔ آپ ﷺ نے لعاب مبارک کا پانی لگی تحلیف، فتح ہو گئی (روایت منقولہ صفحہ ۵۵۶، المستدرک صفحہ ۲۶)۔

12۔ جنگہ احد میں ایک انصاری خاتون رضی اللہ عنہا کے والد، بھائی اور شوہر شہید ہو گئے۔ وہ میدان احد کی طرف جا رہی تھیں اور لوگوں سے اپنے گھر کے افراد کی کہانے رسول اللہ ﷺ کی خبر یہ دریافت کر رہی تھیں۔ لوگوں نے بتایا کہ حضور اللہ نہداری مرضی کے مطابق خبر یہ سے ہیں۔ کہنے لگیں، مجھے دکھاؤ میں حضور کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔ جب حضور پر نظر پڑی تو کہنے لگیں مکمل غصہ نہ تھا غذا تک جھلی یعنی آپ کو کچھ لینے کے بعد ہر نصیحت آسان ہے (الفتح جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

13۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہہ کر شروع کر دیا۔ میں اہل مکہ سے بات چیت کے لیے بھیجا۔ مکہ والوں نے انہیں کہہ کا طواف کرنے کی اجازت دی تو انہوں نے فرمایا غاکثت لا تغفل حتی یطوف بہ رسول اللہ ﷺ یعنی میں کہہ کا طواف ہرگز نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہیں کرتے (الفتح جلد ۲ صفحہ ۳۱)۔

14۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ایک فرزد میں باوجود شریک نہ ہونے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر بارش آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے تو ببول ہونے تک لوگوں کو ان سے قطع تعلق کا حکم دیا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد میں حاضر ہوتا رہا تھا۔ حضور ﷺ کے بعد مسجد میں مسابہ کرام کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔ میں سلام عرض کرتا تو فوراً سے دیکھتا رہتا تھا کہ میرے سلام کے جواب میں حضور نے ہوت مبارک پانے ہی کہیں۔ پھر میں آپ ﷺ کے قریب نماز پڑھتا تھا۔ میں نماز کے دوران آپ ﷺ کو پھیری پھیری دیکھتا رہتا تھا۔ جب میں نماز کی طرف خود ہوتا تو حضور مجھے دیکھتے گئے اور جب میں حضور کی طرف دیکھتا تو حضور دوسری طرف دیکھتے گئے تھے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)۔

15۔ نبی کریم ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو حضرت مہدیہ رضی اللہ عنہا مسودہ آپ ﷺ کے لیے سجا کر بیٹھ جاتے، آپ ﷺ کی جانے نماز، عصا مبارک، چادر مبارک، مساب مبارک، خوشبو برتن اور خلیج مبارک اپنے پاس رکھتے تھے اور مہدیہ رضی اللہ عنہا مسودہ کو صاحب خلیج کہا جاتا تھا یعنی حضور ﷺ کے خلیج والا (مسند امام اعظم صفحہ ۱۸۴، مشکوٰۃ شریف جلد ۱ صفحہ ۵۵)۔

16۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔ مسلمان ہونے سے پہلے ابو سفیان جب مساب کا مسابہ مضبوط کرنے کے لیے مدینہ شریف گئے تو اپنی بیٹی کے پاس گئے۔ جب ہجر پہنچے گئے تو انہوں نے جلدی سے مساب لپیٹ دیا۔ ابو سفیان نے کہا مجھے کچھ نہیں آئی کہ میں اس ہجر کے قابل

نہیں ہوں یا یہ ستر میرے قابل نہیں ہے۔ اہم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا ستر ہے جب کہ تم ایک مشرک اور ناپاک شخص ہو۔ میں نہیں چاہتی کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ستر مبارک پر غصہ یا سبوتاژ کرنے والے بنو گے۔ تم میرے بعد بہت بگڑ گئی ہو (میرت ایجن ہٹام جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)۔

17۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غری دلوں میں محبوب کریم ﷺ کو تکلیف دہی میں کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نمازی پڑھاتے تھے۔ سووار کے دن لوگ نماز میں کھڑے تھے کہ حبیب کریم ﷺ نے اپنے عمرہ مبارک کا پردہ اٹھایا اور کھڑے ہو کر عبادی طرف دیکھنے لگے۔ ہم سب لوگ بھی عین نماز میں نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ ﷺ کا چہرہ اور قرآن کے روشنی کی طرح تھا کھائی و جھلند و زلف غصہ و غلبہ۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور عین خیال آنے لگا کہ میں ہم حضور کے دیدار کی خوشی کی وجہ سے نمازیں دتوڑ رہا ہوں۔ اب تم اپنی اڑیوں کے بل جھلے سناست سے پیچھے ہٹ کر شاہد نبی کریم ﷺ نماز میں بکریٹھانے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کر دو اور پردہ گرا دیا۔ اسی دن آپ ﷺ کا وصال ہو گیا (مسلم جلد ۹ صفحہ ۷۷۱ بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۳)۔

18۔ جب نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہوا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خیال یہ تھا کہ حضور ﷺ طرہ نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ قسم کھا کر بیان فرماتے ہیں کہ اس وقت میری سوچ یہی تھی کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ نے کسی کام سے بلا دیا ہے اور آپ ﷺ واپس بکریٹھانے لگے۔ انہوں نے کھوار لالہ بل اور فرمایا میں نے کہا کہ حضور فوت ہو گئے ہیں میں اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بکریٹھانے والے اور غلبہ دیا جس میں غافلہ غلبہ الا زامنزل اور الفک فہت آیات پڑھیں اور صحابہ کام حکیم ارضوان کا محبوب کریم ﷺ کے وصال شریف کا عقین آ گیا اور حیرت جاتی رہی (بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۷۱)۔

19۔ جب حبیبہ کریم ﷺ کی تدفین ہو رہی تھی اور آخر میں قدس شریفین کی طرف سے حجرہ انور بند کی جانے لگی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جان بوجھ کر اپنی انگوٹھی قبر شریف کے اندر گرا دی۔ اور کہنے لگے میری انگوٹھی اندر گر گئی ہے۔ لوگوں نے انہیں قبر انور کے اندر لڑکھائی انھوں نے اپنا ہاتھ دے دی۔ انہوں نے اندر لڑکھائی انگوٹھی انھوں نے محبوب کریم ﷺ کے قدس قدس کو ہاتھ لگا کر ہاروا لگے۔ اور میں ساری رات کی فکر کرتے رہے کہ میں وہ واحد شخص ہوں جس نے حبیبہ کریم ﷺ کے قدموں کو سب سے آخر میں مس کیا ہے (میرت ایجن ہٹام جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)۔

20۔ ایک عورت اہم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور کہنے لگی میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کا اور والد کھول دو۔ انہوں نے عرض کیا مبارک کھول دیا۔ وہ عورت قبر انور پر اتحاد کی کہ اس کی وفات

ہوگی (الافتاء جلد ۲ صفحہ ۱۹)۔

21۔ حضرت مرقدہ رحمہ اللہ کی دیکھ بھال کے لیے رات کو نکلتے رہے تھے۔ آپ نے ایک گھر میں چار بجے جا بجا اذان کیا۔ ایک یڑھی صورت سوختے کاحرے کی لودہ لٹی کریم رحمہ اللہ کی محبت اور جدائی میں شعر پڑھ رہی تھی۔

غلبی فخریہ فہلا لا یزول سلمی علیہ الطہیز فی الایضار
قد کثرت قوا اذ انکنا بالاشجار بانث شفری فی الشفا الطور
هل یخفی فی حبی الذار

ترجمہ:۔ محمد ﷺ پر اللہ کے پیاروں کی طرف سے مدد ہو۔ آپ ﷺ پر پاک لوگوں اور نیک لوگوں کا درد ہو۔ یا رسول اللہ! آپ رات کو قیام فرماتے اور عمری کے وقت دیا کرتے تھے۔ کاش میں جہاں لٹی کھیں اور میرا محبوب ایک جگہ پر اکٹھے ہوں۔ اس لیے کہ موت انقب طرحوں سے آتی ہے اور نہ جانے میری موت کس حالت میں آئے اور میرے کے بعد حضور سے ملاقات ہو سکے یا نہ ہو سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے (الافتاء جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

22۔ حبیبہ کریم رحمہ اللہ کے وصال شریف کے بعد حضرت سیدہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہا ہو گئے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں

کثرت الشوق اذ ابتاعہ بن قنسی غلبتک القاطر

عن شای یفذلک غلبتک غلبتک احادیث

ترجمہ:۔ یا رسول اللہ! آپ میری آنکھوں کی کالی اور میری آنکھوں کے دل سے میری آنکھیں ادھی ہو گئی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد جس کا پیار ہو جائے، اچھا اگر غلب قاطر آپ سے بھڑنے کا خوف ہو۔

23۔ صحابہ کرام علیہم السلام نبی کریم ﷺ کے بعد جب آپ کا ذکر کرتے تو ان پر کیف جاری ہوتا تھا اور ان کے جسم پر گتے لگتے اور وہ رونا شروع کر دیتے تھے اور یہی حال ہے شہداء علیین کا بھی تھا (الافتاء جلد ۲ صفحہ ۲۰)۔

24۔ حضرت امیر مومنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب رات کو سوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے مہاجرین و انصار صحابہ سے ملاقات کے شوق میں ان کا نام لے لے کر فرماتے تھے کہ یہ اہل بیت میرے رسول و فرما ہیں، میں ان سے بھڑ گیا ہوں، میرا دل ان کی خاطر روتا ہے۔ میرا رونا طویل ہو چکا ہے۔ اے میرے اللہ میری روح بخش کر کے مجھے جلدی ان سے ملا دے۔ یہ کہتے کہتے انہیں نیند آ جاتی تھی (الافتاء جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

25۔ حضرت ہلال اللہ کی وفات کا وقت آیا تو ان کی زوجہ نے کہا: **وَ اخذ لہ یحییٰ ہائے تم، آپ اللہ نے فرمایا: وَ اخذ لہ خدایا اَظَلّی الا حینۃ فمخفداً وَ جزئہ یحییٰ واد لوفی،** میں گل اپنے پیادوں محمد اور اس کے ساتھیوں سے ہاتھوں کا (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۱۸)۔

26۔ حضرت امیر مصلح علیہ السلام کے پاس نبی کریم ﷺ کا تہنہ، چادر، قمیض، ہال اور نائین مبارک تھے۔ انہوں نے وصیت فرمائی کہ مجھے آپ ﷺ کی قمیض کا کٹن دینا آپ ﷺ کی چادر میں لپیٹنا اور تہنہ مبارک کا آزار نہ دینا اور آپ ﷺ کے ہال اور نائین مبارک میرے چورے اور گھوڑے کی تکھوں پر رکھ دینا اور مجھے درجہ امرا میں سے کے معائنے کر دینا (الاکمال ج ۱ صفحہ ۶۷)۔

27۔ صلح حدیبیہ کے بعد عہد میں مسعود نے قریش کے کوہا کر عظیم رسول کا آکھوں دیکھا مضر بتایا۔ انہوں نے بتایا کہ خدا کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں۔ میں قصیر و کسریٰ اور بھاشی کے پاس بھی گیا ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے اتنی عظیم کسی بادشاہ کی نہیں دیکھی جتنی عظیم محمد کی اس کے صحابی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ ظلم لگایا کرتا ہے تو اس کے صحابہ میں سے کوئی نہ کوئی اسے اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے۔ جب وہ کسی کو غم دے تو سارے بھاگ پڑتے ہیں۔ جب وہ دھوکہ دیتا ہے تو یہ لوگ دھوکے پانی سے برکت حاصل کرنے کے لیے اس طرح بھاگتے ہیں جیسے ایک دھڑلے کوئی کر دیں گے۔ جب وہ بات کرے تو یہ سب اس کے سامنے چپ ہو جاتے ہیں۔ اس کے کھانے کی دہ سے اس کے چہرے کی طرف ٹھہرنا کر دیکھنے لگی نہیں۔ اسے لوگوں کو ہمارے پاس ہدایت کا پتہ ملایا جائے تو قول کر لو اور سلطان ہو جاؤ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۹، ۸۰، ۸۱)۔

28۔ تمام جب آپ ﷺ کے ہال مبارک جاتا تو صحابہ کرام ارد گرد جمع ہو جاتے۔ آگ کی کوشش ہوتی کہ ایک ہال بھی بجے تو کسی دکانی کے ہاتھ میں آئے (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷)۔

29۔ جنگ یرسار میں حضرت خالد بن ولید علیہ السلام کے سر سے سینے میں ابلی جنگ تیر لڑی کر گئی۔ میدان جنگ میں گھوڑوں کی چٹکار میں لڑی اٹھانے کے لیے بچے جتنا موت کو دھتور دیا تھا۔ لیکن آپ ﷺ نے موت کی پردہ کیے بغیر جنگ کر لڑی اور لڑی۔ بعد میں لوگوں نے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایک معمولی لڑی کی خاطر اتنا زور لگایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اصل اس لڑی میں نبی کریم ﷺ کا ہال مبارک تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ بار کت ہال کسی مشرک کے ہاتھ لگے۔ آپ ﷺ اس ہال مبارک کی برکت سے دشمن کے غاف مدد طلب کرتے تھے (اختلاف جلد ۲ صفحہ ۳۳)۔

30۔ صحابہ کرام علیہم السلام نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ، پاؤں چوما کرتے تھے۔ ایک حدیث میں ہے کہ طلحہ بنی قیس کے صحابہ کرام علیہم السلام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چھٹا گھس گارے تھے اور داری داری نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں پر دے رہے تھے (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۲)۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم ﷺ

کے اچھے مہارک چمے (یعنی ماہِ صلہ ۲۳۳)۔ یہودیوں کے ایک وفد نے نبی کریم ﷺ سے حاضریہ کر آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چمے (اترانی ماہِ ربیع الثانی ۲۳۳، مکتوبہ صلہ ۱۷۱)۔

31۔ حضرت ام یمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مہرجہ نبی کریم ﷺ سات کو اٹھے اور ٹھیکے سے میں بیل مہارک فرمایا۔ میں سات کو ہا کی تو ٹھیکے سے اس کی ہوتی تھی۔ میں نے وہ بیل مہارک پہنچائی میں نبی کریم ﷺ کو اٹھے تو فرمایا اے ام یمن اس ٹھیکے سے کو اٹھا لو اور جو ٹھیکہ اس سے چھتا باہر کر دو۔ میں نے عرض کیا حضور! تو میں نے سات کو نبی کریم ﷺ سے لیا تو آپ کے سات مہارک نظر آ گئے۔ پھر فرمایا آج کے بعد تمہارے پیٹ میں درد نہیں ہوگا (مسند ک حاکم جلد ۲ صفحہ ۲۳۰، جلد ۳۱، مصنفین کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)۔

32۔ حضرت سفیدہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پیچھے لگوائے۔ ان میں سے جو عین مہارک نکلا وہ آپ ﷺ نے مجھ سے دیا اور فرمایا کہ اسے جو خورواں یہ خورواں اور انسانوں سے بچا کر دینا کرو۔ میں اسے لے کر ایک طرف ہو گیا اور چھپ کر اسے پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے بتایا کہ میں نے اسے پی لیا ہے۔ آپ ﷺ سے (شعب الایمان المصنوع جلد ۵ صفحہ ۲۳۳)۔

33۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ آپ کی وجہ سے منبر پر نبی کریم ﷺ کے قدموں والی جگہ پر بیٹھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر کے قدموں والی جگہ پر بیٹھتے تھے (مسائل ترقی صفحہ ۱۳)۔ اسی طرح جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ میں ملنے کیا جانے کا تو آپ کی وجہ سے ان کے قدم حضور کریم ﷺ کے قدموں سے چھو گئے تھے اور جب سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ملنے کیا کیا تو آپ کی وجہ سے ان کے قدم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے چھو گئے تھے۔

34۔ نبی کریم ﷺ کے سوال شریف کے بعد حضرت جلال جیشی رضی اللہ عنہ نے غم کی وجہ سے مدینہ منورہ پہنچا دیا اور مقام میں جا کر ہاتھیں پڑے ہو گئے۔ انہیں صحیب کریم ﷺ نے مخاطب میں فرمایا کہ یہ نہ ہو کہ میں نے آ کر میں مل جاؤ۔ صحابہ کرام مدینہ شریف کا رخ کیا۔ مدینہ شریف پہنچے تو ہر طرف ایک ہنگامہ رہا ہو گیا۔ ہر کسی کی زبان پر تھا۔ جلال آگئے جلال آگئے۔ جب وہ مسجد نبوی شریف میں پہنچے تو وہ پانچ سو تارکی ہجرات میں جا کر حضور کا استقبال کرتے اور کبھی مسجد شریف میں۔ جب وہ حضور پر گئے تو انہما سر قمر انور پر ڈال کر وہاں ہی جا کر گرے۔ صحابہ کرام اور مظلعاہا شریفین پیغمبر ارضوں میں پاس موجود تھے۔ حضرت جلال پہ ہوش ہو کر گر گئے۔ لوگوں نے جب ہوش دلا دیا سب لوگ فریادیں کرنے لگے کہ اے ان بڑی انہوں نے عظمت کی کہ میں انہیں گھسی پڑا نہ سکے۔ محبوب کریم ﷺ کی سوجھ بیک میں انہیں پڑتے وقت محبوب کا پیرو ہاتھ ہوتا تھا اب میں کوئی سے پیرو نہ تھا کہ کہ ان پڑھوں گا۔ لوگوں نے حضور کا رسولی حضرت سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سے سفارش کر لی۔ حضور انوں نے ہاتھوں سے پکار کر فریادیں کی کہ چلو ہاں ان بڑے چلو۔ آپ اس فریاد کو دل نہ سکے اور کھڑے ہو کر ان شروع کر دی۔ انہوں نے گونج مدنی تھی اور مدینہ منورہ میں کوہِ

برہنہ اور اہتمام جب آپ اشہد انی فی حشدہ از جنونی خط پر پہنچتے تو یہ دے کے گھر میں بیٹھ کر اپنے دو خواہشیں بھیجے۔
 کاہنہ کو باہر نکل آئیں۔ یہ دے دے حقیر خود کی طرف پرہیزگار کے لائق ہوا تھا۔ یہ لکھا تھا کہ حضور کا سوال آج ہی ہوا ہے۔
 یہ ہیں صحابہ کرام شہم از حضور ان کی حضور کریم ﷺ کے ساتھ صحبت کے چند نمونے۔ جس کے دل میں ایمان کی
 معمولی رفتی بھی موجود ہے وہ ان واقعات کو پڑھنے کے بعد کھٹکتا ہے کہ صحابہ کرام کے راستے پر چلنے والا کبھی جھک کر نہ
 ہے۔ آج اگر کسی شخص کو صحابہ کرام ﷺ سے ایسی ہی صحبت نصیب ہے یا وہ ایسی صحبت کرنے والوں کو خدا بھگتا ہے تو اس
 کا پتہ صحابہ کے بہتہ دہلی بخش کھٹکتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنی صحبت کی اصلاح کرے۔

برجاء، جرم عالم اور ہر خطیب پر لازم ہے کہ صحیبِ کریم ﷺ کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرے اور کوئی ایسی بات نہ کہے جو لوگوں میں نہ پھیلے جس کے نتیجے میں حضور کی محبت لوگوں کے دلوں میں کم ہوتی ہو۔

عشق کا اولین تقاضا اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ہم ایک بار پھر واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ موجود حالات میں شریعت کی پابندی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اہل اسلام کی شدید ضرورت ہے۔ آپ ﷺ سے محبت کا وہ لہجہ نکالنا ہے کہ ہم آپ ﷺ کی پیروی کریں اور یہی امتیاز کی پہچان کے لیے گوارت ہو جائیں۔

قرآن شریف میں بار بار ارشاد ہوا ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت کا حکم ہوا ہے۔ احتیاج یہ ہے کہ اللہ کریم نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے، یعنی يُطِيعُوا الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعُوا اللَّهَ یعنی جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، (النساء: ۸۰)۔

گو یا اللہ کی اعانت کے لیے رسول کریم ﷺ کی دعا مت کا واسطہ ضروری ہے۔ اس واسطے کو کمال کرنا
راستہ اللہ کی اعانت کا تصور محض خیال اور پاگل پن ہے۔ جو شخص شریعت کا پابند نہیں اور سنت کا قانع نہیں اس کے دوائے
محبت کا کچھ اختیار نہیں۔ حضرت داہد صریہ رحمۃ اللہ علیہ فرمائی ہیں۔

تفصي الحبيب والآن تظهر حبه هذا الغنى في القياس يدل على

لَوْ كَانَ خَشْيُكَ خَادِلًا لَأَكْفَنَهُ. إِنَّ الْخَشْيَ لَيْسَ بِخَطِيعٍ

ترجمہ: تو محبوب کی محبت کا ادھاری کرتا ہے اور اس کی نافرمانی بھی کرتا ہے۔ بھلائی بات تو جب تکلڑ ہے۔ اگر تجری محبت کیجی ہو تو اس کی اطاعت کرنا اس لیے کہ محبوب اپنے محبوب کا چاہیے فرمان ہے اور کرتا ہے۔

14/07/2014

